ગુજરાત શૈક્ષણિક સંશોધન અને તાલીમ પરિષદ, ગાંધીનગર પત્રક્રમાંક
જી.સી.ઈ.આર.ટી./અભ્યાસક્રમ/2012 / 8275 / તા. 6-4-2013 થી મંજૂર

مدرّس-ایڈیشن اساتذہ اور
سرپرستوں کے لیے الگ
سے تیار کی گئی ہے۔ اُس کا
استعمال کیجیے۔

اُردو

جماعت 7

(سمیسٹر-1)

ઉર્દૂ ભાષા ધોરણ 7 (પ્રથમ સત્ર)

عہد نامہ

بھارت میرا وطن ہے۔
تمام بھارتی میرے بھائی بہن ہیں۔
میں اپنے وطن سے محبت کرتا ہوں اور اس کے شاندار بوقلموں ورثے پر فخر کرتا ہوں۔
میں ہمیشہ اس کے شایانِ شان بننے کی کوشش کرتا رہوں گا۔
میں اپنے والدین، اساتذہ اور بزرگوں کی تعظیم کروں گا
اور ہر شخص کے ساتھ ادب سے پیش آؤں گا۔
میں اپنے وطن اور اہلِ وطن کو اپنی عقیدت پیش کرتا ہوں۔
ان کی فلاح و بہبودی میں ہی میری خوشی ہے۔

રાજ્ય સરકારની વિનામૂલ્યે યોજના હેઠળનું પુસ્તક

گجرات راجیہ شالا پاٹھیہ پستک منڈل
'ودیاین'، سیکٹر-10-A، گاندھی نگر-382010

© گجرات راجیہ شالا پاٹھیہ پستک منڈل، گاندھی نگر

اِس کتاب کے جملہ حقوق بحق گجرات راجیہ شالا پاٹھیہ پستک منڈل محفوظ ہیں۔ درسی کتاب کے کسی بھی حصے کو کسی بھی صورت میں گجرات راجیہ شالا پاٹھیہ پستک منڈل کے ڈائریکٹر کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جاسکتا۔

مشیرِ مضمون

محترم ایم۔جی۔بمبئی والا

تصنیف-تالیف

جناب آر۔اے۔شیخ

جناب جی۔آئی۔شیخ

محترمہ قاضی شریف النساء

جناب مبین اللہ انصاری

محترمہ انیسہ ٹیکراوالا

تبصرہ

جناب زیڈ۔آر۔انصاری

جناب این۔ایس۔پٹھان

جناب اسرار احمد انصاری

محترمہ نصیرہ پٹھان

جناب عرفان انصاری

محترمہ آفرین بانو

محترمہ شاہین اختر پٹھان

جناب عبدالرشید انصاری

تصاویر

جناب ایوّب دیوان

ترتیب

شری ہرین پی۔ شاہ (منڈل کے نائب ڈائریکٹر، اکیڈمک)

اشاعت وطباعت ترتیب

شری ہریش ایس لمباچیا (منڈل کے نائب ڈائریکٹر- پروڈکشن)

پیش لفظ

جی۔سی۔ای۔آر۔ٹی۔ کے اِسٹیٹ رِسورس گروپ (SRG) کے ذریعے NCF-2005 نیز RTE-2009 کے اساسی دستاویزات کو مدّنظر رکھ کر سن 2011ء میں اپر پرائمری درجات یعنی جماعت 6 تا 8 کے زباندانی کے نئے نصاب کی تیاری میں کچھ مخصوص نِکات متعین کیے گئے تھے۔ انہیں نِکات کے مطابق تیار کردہ **جماعت 7 اُردو زباندانی** کی یہ درسی کتاب طلبہ کے سامنے پیش کرتے ہوئے منڈل بے حد خوشی محسوس کرتا ہے۔

قومی سطح پر اَپر پرائمری تعلیم کے نصاب میں ہونے والی تبدیلیوں کو مدّنظر رکھ کر ریاست گجرات میں تعلیمی نصاب (Curriculum)، تعلیمی مواد (Syllabus)، درسی کتاب (Text Book) نیز مکمّل تعلیمی عمل کے حوالے سے از سرِ نو غور وفکر کرنے کی ضرورت رونما ہوئی ہے۔ اِس درسی کتاب کے ذریعے بچّے کی تخلیقی صلاحیت، متخیّلہ قوّت، منطق اور حاصل شدہ علم کے استعمال کی صلاحیت کو فروغ ملے، نیز اجتماعی سرگرمیاں کر کے طلبہ کی انفرادی صلاحیتوں کو جِلا ملے، یہ کوشش بھی کی گئی ہے۔ تاہم نئے تعلیمی نصاب کے مطابق تیار کردہ یہ درسی کتاب بذاتِ خود وسیلہ ہے، ہدف نہیں۔ یعنی ذریعہ ہے، مقصود نہیں۔

درسی کتاب کے ساتھ-ساتھ اب ماخذِ علم کے طور پر نئے جدید ترین وسائل بھی دستیاب ہیں۔ یوں تعلیم وتدریس کی تمام سرگرمیوں میں اضافہ ہوا ہے۔ انہیں امور کو مدّنظر رکھ کر ایسی درسی کتاب تیار کی گئی ہے کہ جس سے درس وتدریس کا عمل مزید دلچسپ اور آسان بنے اور اِس عمل سے طلبہ کو ذمہ دار شہری بننے کی ترغیب حاصل ہو، حبّ الوطنی کا جذبہ پیدا ہو نیز بچوں کی متوازن سیرت وکردار کی نشو ونما ہو۔

اِس کتاب کو معیاری بنانے کی غرض سے اِس کی اشاعت سے پہلے اِس کے مسودے کے سبھی پہلوؤں پر اِس سطح پر تعلیمی عمل کرنے والے اساتذہ حضرات اور ماہرینِ تعلیم کے مشوروں کے پیشِ نظر مسودے میں ضروری ترمیم واضافہ کرنے کے بعد ہی زیرِ نظر کتاب تیار کی گئی ہے۔

کتاب معیاری، دلچسپ اور بےنُقص رہے، اِس بات کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ تاہم اِس کی افادیت میں اضافہ کرنے والے مفید مشورے منڈل کے لیے قابلِ قبول ہوں گے۔

پی۔ بھارتی (IAS)
ڈائریکٹر
تاریخ : 21-11-2019

پاٹھیہ پُستک منڈل
گاندھی نگر

پہلی طباعت - 2015 ، طباعتِ نو - 2016، 2017، 2018، 2019، 2020

ناشر : گجرات راجیہ شالا پاٹھیہ پستک منڈل-'وِدیاین'، سیکٹر 10-A، گاندھی نگر کی جانب سے۔ پی۔ بھارتی (IAS)، ڈائریکٹر۔

طابع :

بنیادی فرائض

بھارت کے ہر شہری کا فرض ہوگا کہ وہ :

(الف) آئین پر کاربند رہے۔ اور اس کے نصب العین اور اداروں، قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام کرے؛

(ب) ان اعلا نصب العین کو عزیز رکھے اور ان کی تقلید کرے جو آزادی کی تحریک میں قوم کی رہنمائی کرتے رہے ہیں؛

(ج) بھارت کے اقتدار اعلا، اتحاد اور سالمیت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کر کے اُن کا تحفظ کرے؛

(د) ملک کی حفاظت کرے اور جب ضرورت پڑے قومی خدمت انجام دے؛

(ہ) مذہبی، لِسانی اور علاقائی وطبقاتی تفرقات سے قطع نظر بھارت کے عوام النّاس کے مابین یک جہتی اور عام بھائی چارے کے جذبے کو فروغ دے نیز ایسی حرکات سے باز رہے جن سے خواتین کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہو؛

(و) ملک کی مِلی جُلی ثقافت کی قدر کرے اور اُسے برقرار رکھے؛

(ز) قدرتی ماحول کو جس میں جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جانور شامل ہیں محفوظ رکھے۔ اور بہتر بنائے اور جانوروں کی جانب محبت وشفقت کا جذبہ رکھے؛

(ح) دانشورانہ رویّے سے کام لے کر انسان دوستی اور تحقیقی واصلاحی شعور کو فروغ دے؛

(ط) قومی ملکیت کا تحفظ کرے اور تشدّد سے گریز کرے؛

(ی) تمام انفرادی اور اجتماعی شعبوں کی بہتر کارکردگی کے لیے کوشاں رہے تاکہ قوم متواتر ترقی وکامیابی کی منازل طے کرنے میں سرگرم عمل رہے۔

(ڈ) والدین یا سرپرست اپنے 6 سے 14 سال تک کی عمر کے بچّوں کو لازماً تعلیم کا موقع فراہم کریں۔

---

* بھارت کا آئین : دفعہ 51–الف

فہرست

نمبر	سبق	صِنف	مصنف	صفحہ نمبر
1.	نعت	نظم	اسماعیل میرٹھی	1
2.	میلے کا منظر	تصویری سبق		5
3.	کرکٹ میچ	نثر (سبق آموز)	رام لعل	7
4.	آخری قدم	نثر (واقعاتی بیان)	ڈاکٹر ذاکر حسین	12
5.	بادل کا گیت	نظم (قدرتی گیت)	احمد ندیم قاسمی	18
	اعادہ - 1			23
6.	دست گیری	نثر (حسّی کہانی)	ڈپٹی نذیر احمد	25
7.	جب میں طالبِ علم تھا	نثر (خودنوشت سوانح)	گاندھی جی	31
8.	عیدالفطر	نظم (عوامی گیت)	نظیرؔ اکبرآبادی	37
9.	سویرے جو کل آنکھ میری کھلی	نثر (مضمون)	پطرسؔ	41
10.	کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ	نثر (سائنسی مضمون)	مؤلفین	47
	اِعادہ - 2			51

•••

1 نعت

اِسماعیل میرٹھی

پیدائش: 1844ء ☆ وفات: 1917ء

مولوی اسماعیل میرٹھ کے رہنے والے تھے۔ 1844ء میں پیدا ہوئے۔ فارسی اور اُردو کے اچھے شاعر تھے۔ اِبتدائی درجات کے لیے آپ کی کتابیں بہت مقبُول ہوئیں۔ یکم نومبر 1917ء کو مولانا کا انتقال ہوگیا۔ بچوں کی نِصابی کتابوں کے علاوہ آپ کا کلام ''کلّیاتِ اسمٰعیل'' کے نام سے چھپ چُکا ہے۔

اِس نظم میں مولوی صاحب نے پیغمبرِ اسلام حضرت محمدؐ کی خوبیاں اور اوصاف بیان کیے ہیں۔

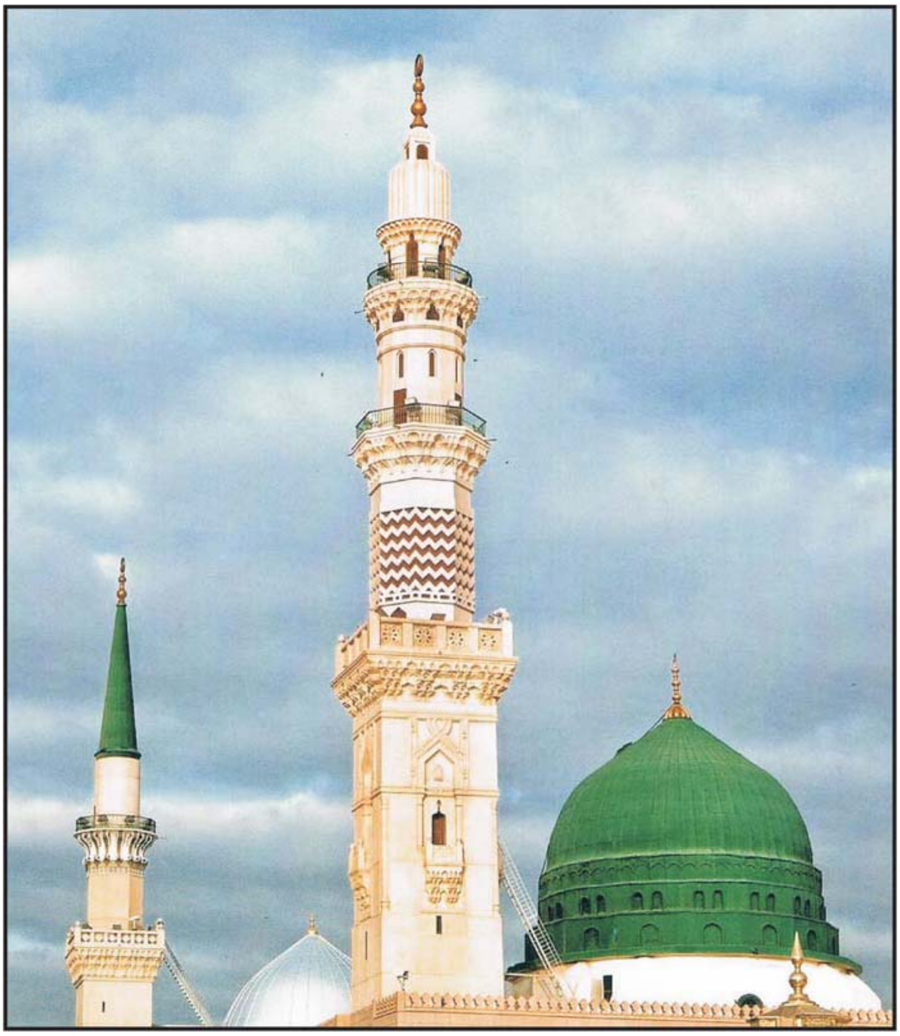

وہ اَوجِ پیغمبری کا تارا
ہوا ہے مکہ میں جلوہ آرا

وہ اُمّتوں کے لیے سہارا
وہ جس نے اخلاق کو سنوارا

ہے دھوم توحید کی مچائی کہ خود بتوں نے بھی دی دُہائی
عَرَبْ کو اِنسانیت سِکھائی دِلوں سے کینے کی کی صفائی
ہر اک بُرائی کی جڑ مٹائی مَری ہوئی قوم پھر جِلائی
وہ علم وحکمت سکھانے والا پیامِ حق کا وہ لانے والا
کلامِ حق کا سُنانے والا عذابِ حق سے ڈرانے والا
وہ رسمِ بد کا چُھڑانے والا وہ جَہْل و بِدْعت مٹانے والا
وہ بُت پرستی اُٹھانے والا وہ سیدھا رَستہ چلانے والا
خدا پرستی بتانے والا وہ عاصِیوں کا بچانے والا
مُعین اِنصاف اور وَفا کا مِٹانے والا ہے وہ جفا کا
ہے آئینہ صدق اور صفا کا وہ شاہ، تسلیم اور رضا کا
وہ قبلہ ہر شاہ کا گدا کا وہ کعبہ ابرار و اَصفیا کا
صلوٰۃ اُس پر سلام اُس پر اور اُس کی سب آلِ با صفا پر
اور اُس کے اَصحابِ با وَفا پر اور اُس کے اَحبابِ اَتقیا پر

الفاظ ومعانی

اَوْج بُلندی، عُروج **اَخلاق** جمع خُلق کی، اچھی عادتیں **کینہ** بُغض، دُشمنی، کپٹ **پیامِ حق** سچائی کا پیغام (یہاں مراد) اللہ کا پیغام **کلامِ حق** سچی بات (یہاں مراد) قرآنِ پاک **جَہْل** علم کی ضِد **بِدعَت** نئی بات، دین کے معاملے میں کوئی ایسی بات یا کام جس کی کوئی اصل اور سند قرآن مجید یا سیرتِ رسول اور حدیثِ پاک سے نہ ملے۔ **عاصی** گناہ گار، خطا کرنے والا **مُعین** مددگار **جَفا** ظُلم **صِدْق** سچ **تسلیم** اپنے آپ کو اللہ کے حکم اور اُس کی مرضی کے حوالے کر دینا، مان لینا۔ **گدا** فقیر **ابرار** نیک لوگ **اَصفیا** پرہیزگار لوگ

محاورے

جلوہ آرا ہونا (محاورہ) ظاہر ہونا، وُجود میں آنا۔ **دُہائی دینا** (محاورہ) فریاد کرنا۔

زباندانی

ہم سیکھ چکے ہیں:

- جس نظم میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو اُسے 'حمد' کہتے ہیں۔

یاد رکھیے:

- جس نظم میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف ہو اُسے 'نعت' کہتے ہیں۔

مشق

1. نیچے دیے ہوئے سوالات کے جوابات لکھیے:

(1) مکّہ میں کون جلوہ آرا ہوا؟

(2) توحید کی دھوم کا کیا اثر ہوا؟

(3) علم وحِکمت سکھانے والا کون سا پیام لایا؟

(4) کلامِ حق سُنانے والا کس چیز سے ڈرانے والا ہے؟

خود آموزی

1. درجِ ذیل اَشعار مکمّل کیجیے:

(1) وہ اَوجِ ....

.... جلوہ آرا

(2) عرب کو ....

.... کی صفائی

(3) وہ علم و ....

.... لانے والا

(4) مُعین ....

.... جفا کا

(5) ہے آئینہ ....

.... رضا کا

2. مثال کے مطابق لکھیے:

(1) اَوجِ پیغمبری : پیغمبری کا اَوج

(2) پیامِ حق : ....

(3) کلامِ حق : ....

(4) عذابِ حق : ....

(5) رسمِ بد : ....

(6) علم وحکمت : علم اور حِکمت

(7) جَہل وبِدعت : ....

(8) ابرار واصفیاء : ....

3. درجِ ذیل مفہوم ظاہر کرنے والے مصرعے تلاش کر کے لکھیے :

(1) وہ پیغمبری کی بلندی کا ستارا

(2) مکہ میں رونق افروز ہوا ہے۔

(3) وہ جس نے اچّھی عادتوں کو سنوارا

(4) کلامِ الٰہی سنانے والا

(5) عذابِ الٰہی سے ڈرانے والا

سرگرمی

- یہ نعت زبانی یاد کیجیے اور اپنی اسکول کے حمد کے پروگرام میں ترنم سے پڑھ کر سُنائیے۔
- حمد اور نعتیں جمع کر کے اپنی کاپی میں درج کیجیے۔

برائے اساتذہ

شاعر نے اس نعت میں پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو بخوبی اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ بچّوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے موضوع پر متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ طلبہ کو سیرت کی اُن کتابوں کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دیجیے۔ ساتھ ہی اُن کتابوں میں سے تلاش کر کے سیرتِ مبارکہ کے وہ واقعات طلبہ کو سُنائیے جن میں اِنسانی دُنیا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا ذکر ہے۔

2 میلے کا منظر

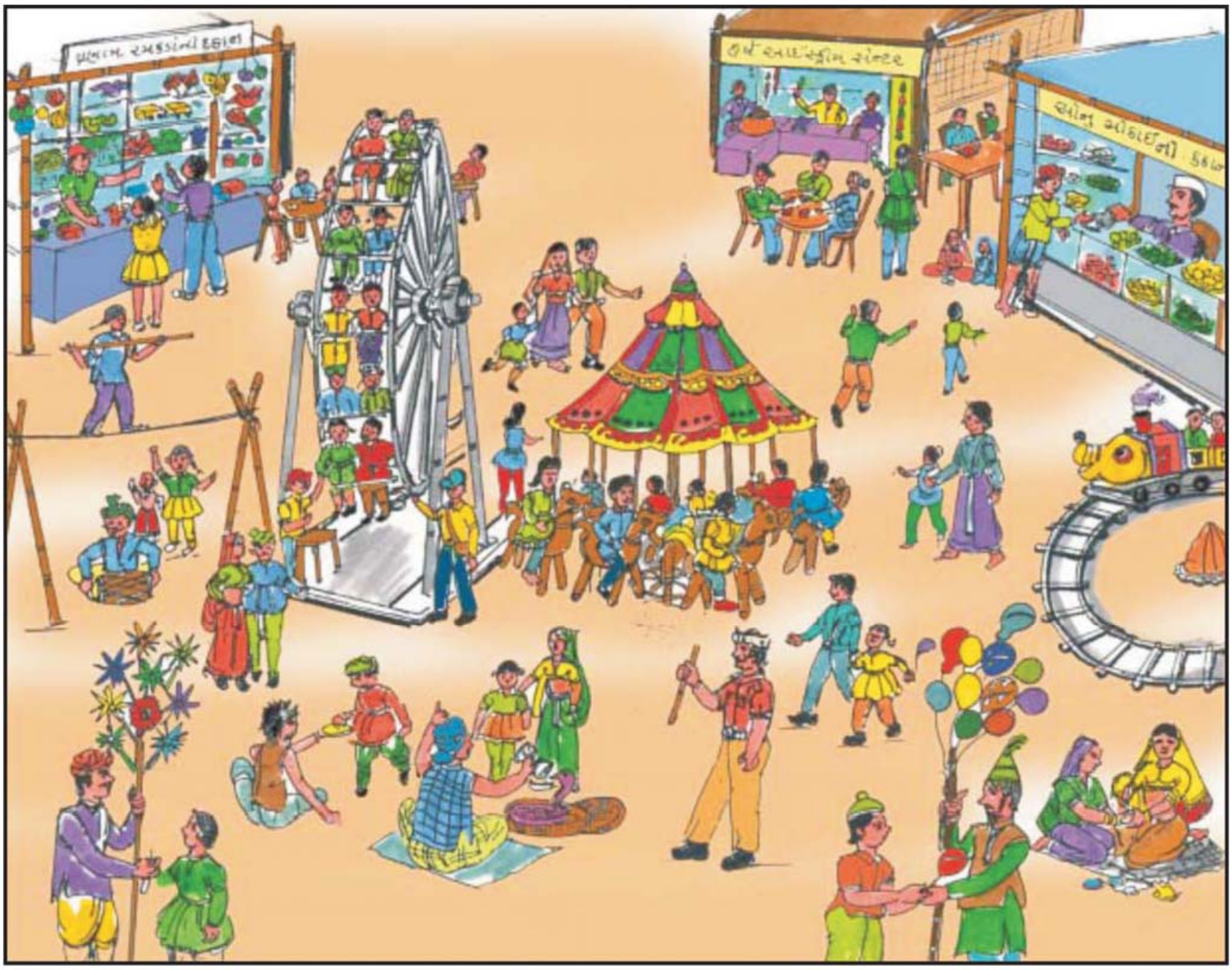

مشق

1. ذیل کے الفاظ کے مجموعے میں سے صحیح کے گرد دائرہ بنائیے :

(1) چکڈول - جگڈول

(2) آس کریم - آئس کریم

(3) مداری - مداڑی

(4) خرسی - کرسی

(5) غُبّارہ - گبّارہ

(6) چرکھی - چرخی

(7) ڈور - دور

(8) گیڈر - گیدڑ

2. نیچے دیے ہوئے جملوں کے الفاظ کی ترتیب کو درست کر کے جملہ دوبارہ لکھیے :

(1) لے جاؤں چلو آج میلے میں آپ سب کو میں۔

(2) میلے میں مزہ لوٹیں گے جا کر۔

(3) دکانیں ہیں میلے میں کئی۔

(4) گول گول گھومتی ہے چکڈول میلے میں۔

(5) ایک غُبّارہ والا فروخت کر رہا ہے غبارے رنگ بے رنگ۔

(6) رسّی پر نٹ لکڑی چلتا ہے لے کر۔

(7) سانپ کا کھیل دکھاتا مداری ہے۔

(8) آئس کریم کا لوٹ رہے ہیں مزہ چند لوگ۔

(9) مختلف مٹھائیاں ہیں دوکان میں مٹھائی کی۔

(10) کھلونے خرید رہے ہیں بچے چند

3. نیچے دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیے :

(1) میلے میں کتنی دوکانیں نظر آ رہی ہیں؟ اُن کے نام لکھیے۔

(2) رسی پر چلتے ہوئے نٹ کے ہاتھ میں کیا ہے؟

(3) مداری کیا بجا رہا ہے؟

(4) کتنے بچے کھلونے خرید رہے ہیں؟

خود آموزی

1. آپ کی پسندیدہ تصویر کی مدد سے آٹھ دس جملے لکھیے۔

2. اخبارات میں سے تصویری کہانی حاصل کر کے اُن کی مدد سے کہانی لکھیے۔

سرگرمی

- اسکول کی لائبریری میں سے تصویری کہانیوں کی کتابیں حاصل کر کے پڑھیے۔
- اخبار اور رسالوں میں شائع ہونے والی کہانیاں جمع کر کے البم تیار کیجیے۔

3 کرکٹ میچ

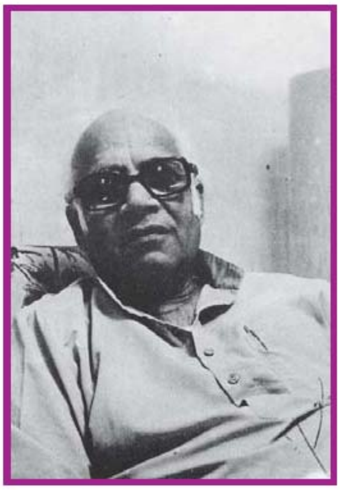

رام لعل

نام : رام لعل ☆ پیدائش : 1923ء

رام لعل نے غربت میں آنکھ کھولی اور زندگی بسر کرنے کے لیے مختلف قسم کے چھوٹے موٹے کام کرتے رہے۔ آخر ریلوے میں ملازمت اختیار کی اور وہیں سے سبکدوش ہوئے۔

پنجاب سے لکھنؤ آجانے کے بعد لکھنؤ کے ادبی ماحول نے اُن کے فن پر جلا کی اور وہ اُردو کے کامیاب افسانہ نگاروں کی فہرست میں شامل ہوگئے۔ ان کے افسانوں کے کئی مجموعے شائع ہوچکے ہیں۔ وہ آسان زبان میں بڑی آسانی کے ساتھ اپنی بات کہہ جاتے ہیں۔

اِس کہانی میں رام لعل نے اس بات کی طرف اِشارہ کیا ہے کہ آپس میں نااِتّفاقی اور پھوٹ کی وجہ سے مقابل ٹیم فائدہ اُٹھا سکتی ہے۔ لیکن حُبّ الوطنی کے جذبہ کے تحت ارون اور عرفان وقت پر سنبھل جاتے ہیں اور ہاری ہوئی بازی جیت لیتے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے ''اتفاق میں بڑی برکت ہے''۔

کچھ دن پہلے اَرون اور عرفان کے درمیان جھگڑا ہوگیا تھا۔ خاصا سخت جھگڑا۔ بات دراصل یہ تھی کہ شیش محل کرکٹ کلب کا جیوبلی ہائی اسکول کے ساتھ ایک میچ ہونا قرار پایا تھا۔ شیش محل کرکٹ کلب میں تو ایک سے ایک اچھے کھلاڑی موجود تھے، اچّھے بلّے باز بھی تھے اور خطرناک قسم کے باؤلر بھی لیکن سوال ٹیم کے کیپٹن کے چناؤ کا تھا۔ اَرون اور عرفان دونوں ہی اس ٹیم کے پُرانے اور تجربے کار کھلاڑی تھے۔ اُن دونوں میں سے کوئی کپتان کے لیے چُن لیا جاتا تو اُن کی ٹیم کا جیوبلی ہائی اسکول کے کھلاڑیوں سے جیتنا یقینی تھا۔ لیکن بدقسمتی یہ تھی کہ دونوں ہی اپنی ٹیم کے کپتان بننا چاہتے تھے۔

اب ٹیم کے دو کپتان تو ہو نہیں سکتے۔ ایک کیپٹن ہوتا ہے اور دوسرا وائس کیپٹن۔ لیکن ان دونوں میں سے کوئی بھی کیپٹن سے کم کے لیے تیار نہیں تھا۔

میچ شروع ہونے میں ابھی چھ روز باقی تھے، لیکن میچ کا ہونا مشکل نظر آنے لگا۔ ان کی ٹیم میں بھی پھوٹ پڑ گئی۔ کچھ کھلاڑی ارون کی طرف ہوگئے اور کچھ عرفان کی طرف۔ وہ سب ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتے۔ جگہ جگہ ایک دوسرے کی شکایتیں کرتے۔ غرض ایک عجیب تناتنی کا عالم تھا۔

ان کے مقابلے میں جیوبلی اسکول کے کھلاڑی ہر روز کھیل کے میدان میں جاکر مشق کرتے تھے۔ اِس طرح لگاتار مشق کرنے سے ایک تو ان کا حوصلہ بڑھ گیا تھا۔ دوسرے وہ اِس بات سے بھی خوش تھے کہ شیش محل ٹیم میں اگر اس طرح پھوٹ رہی اور اس سال میچ نہیں ہوا تو پچھلے

سال کی جیتی ہوئی ٹرافی اس سال بھی انہی کے پاس رہ جائے گی۔

اس ٹرافی کے لیے دونوں ٹیموں کے درمیان بہت سخت مقابلہ ہوا کرتا تھا۔ جسے دیکھنے کے لیے کئی اسکولوں کے لڑکے جمع ہوجایا کرتے تھے اور ارون اور عرفان کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کئی لڑکوں نے کی، لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکے اور جھگڑا پہلے سے بھی زیادہ نازک صورت اختیار کرگیا۔ دو بہت اچھے کھلاڑی جو پہلے بہت ہی اچھے دوست رہ چکے تھے۔ اب محض کپتان بننے کی خاطر ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے تھے۔

میچ شروع ہونے سے تین روز پہلے اچانک پورے ملک میں ہلچل سی مچ گئی۔ چین کے ساتھ ہمارے صدیوں سے دوستانہ تعلّقات چلے آرہے تھے، لیکن اُس نے اپنی سرحدوں کو بڑھانے کی غرض سے ہمارے امن پسند ملک کے ساتھ جنگ شروع کردی تھی۔ ملک کے کونے کونے سے چین کی فوجوں کو مار بھگانے کے لیے آوازیں بلند ہونے لگیں۔ ہمارا ملک بہادری میں کسی سے کم نہیں تھا۔ لیکن حملہ اچانک ہوا تھا، اس لیے مقابلہ کرنے کے لیے بہت سے فوجی سامان کی ضرورت تھی۔ دیس کے کونے کونے میں بچّے، بوڑھے اور عورتیں اپنی جمع کی ہوئی پونجی سرکار کے حوالے کرنے لگے۔ ہر شہر کے صحت مند نوجوان فوج میں بھرتی ہونے کے لیے بے قرار ہو اُٹھے۔

جس شہر میں اَرون اور عرفان رہتے تھے وہاں کے بھی لڑکے کسی سے پیچھے نہیں رہے تھے۔ ایک دن ملٹری اسپتال کے برآمدے میں وہ دونوں لوگوں کی ایک لمبی قطار میں آگے پیچھے بیٹھے ہوئے دکھائی دیے۔ دونوں جنگ میں زخمی ہوجانے والے فوجی جوانوں کے لیے اپنا اپنا خون دینے گئے تھے، لیکن وہ دونوں ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کررہے تھے۔ لیکن اس بات کے لیے دونوں پُر جوش تھے کہ وہ ایک دوسرے سے زیادہ اپنا خون دان دیں گے۔

باری آنے پر جب دونوں ڈاکٹر کے پاس پہنچے تو ڈاکٹر نے اُن کا خون لینے سے انکار کردیا۔

''تم دونوں ابھی بہت چھوٹے ہو''۔ یہ سن کر دونوں مایوس ہوگئے۔ عرفان نے کہا، ''تو مجھے فوج میں بھرتی کرلیجیے''۔

ارون کب پیچھے رہنے والا تھا۔ ''ڈاکٹر صاحب! مجھے بھی فوج میں لے لیجیے''۔

ملٹری کا ڈاکٹر ان دونوں کی باتیں سُن کر ہنس پڑا۔ ''تم ابھی بہت چھوٹے ہو''۔

''تو پھر ہم اپنے ملک کے لیے کیا کرسکتے ہیں؟'' دونوں نے پوچھا۔

ڈاکٹر سوچ میں پڑ گیا۔ پھر بولا: ''تم لوگوں کو کس کس چیز کا شوق ہے۔ ناچنے کا، گانے کا، ڈرامہ کرنے کا یا کسی کھیل کود کا؟''

دونوں نے ہی ایک ساتھ جواب دیا، ''کرکٹ کھیلنے کا''۔

یہ سُن کر ڈاکٹر کے چہرے پر چمک آگئی۔ وہ خوش ہوکر بول اُٹھا۔ ''یہ تو بہت ہی اچھا ہے۔ تم لوگ ایک ٹیم بناکر کسی دوسری ٹیم کے ساتھ مقابلہ کرو۔ مقابلہ دیکھنے کے لیے آنے والوں کو ٹکٹ بیچو۔ اس سے جو آمدنی ہو وہ سب قومی بچاؤ فنڈ میں دے دو۔ سمجھے! تمہارا یہی کام ملک کے لیے بہت بڑا کام ہوگا''۔

یہ سن کر دونوں وہاں سے چلے آئے۔ گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے اور دل ہی دل میں اس بات کے لیے افسوس کرتے ہوئے بھی کہ

ان دونوں کی پھوٹ کی وجہ سے ان کی اتنی اچھی ٹیم ٹوٹ گئی تھی۔

چلتے چلتے اچانک اَرون نے عِرفان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا، ''میں تمہارا وائس کیپٹن بننے کے لیے تیار ہوں۔ میچ کی تیّاری شروع کرادو''۔

یہ سُن کر عرفان کا گلا بھر آیا۔ سر جُھکا کر بولا، ''نہیں ارون! کپتان میں نہیں بنوں گا، تم بنو گے۔ یہ میرا فیصلہ ہے''۔

دونوں دیر تک اس بات پر جھگڑتے رہے۔ جب کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو دونوں نے ٹاس کیا۔ جس وقت ٹاس ہو رہا تھا اُس وقت وہاں اُن کے دوسرے ساتھی بھی آ پہنچے۔ جب ان میں سے ایک خوشی خوشی کیپٹن بن گیا اور دوسرا وائس کیپٹن تو ساری ٹیم میں ایک نیا جوش پیدا ہو گیا۔ اُنہوں نے دو روز تک خوب تیّاری کی۔ تمام اسکولوں میں جا کر ٹکٹ بیچے اور قومی بچاؤ فنڈ کے لیے ایک ہزار سے زیادہ روپے جمع کر لیے۔

جانتے ہو میچ کس نے جیتا؟ شیش محل کی کرکٹ ٹیم نے۔ جیوبلی اسکول کی ٹیم ایک اننگ اور بیس رنوں سے ہار گئی۔

الفاظ ومعانی

تناتنی کھینچا تانی **مشق** کسی کام کو بار بار دُہرانا۔ **حوصلہ** ہمّت **پُونجی** سرمایہ **دان** خیرات **باؤلر** (کرکٹ میں) گیند باز

محاورے

پھوٹ پڑ جانا آپس میں نااتفاقی ہونا۔ **جانی دُشمن ہونا** انتہائی دُشمنی کرنا۔ **ہلچل مچ جانا** کھلبلی مچنا۔ **آواز بلند کرنا** کسی بات یا مسئلے پر احتجاج کرنا **چہرے پر چمک آنا** خوش ہونا۔ **گلا بھر آنا** رونے کے قریب ہونا۔

زباندانی

تلفّظ :

- **س-ش:**

مندرجہ ذیل الفاظ پڑھیے :

سوال ۔ سب ۔ ساتھ ۔ ساری ۔ سننا ۔ سرحد ۔ سے

یاد رہے 'س' کی آواز زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کی نوک کے درمیان ہوا خارج کرنے سے نکلتی ہے۔

مندرجۂ ذیل الفاظ پڑھیے :

شیش محل ۔ شروع ۔ مشق ۔ شب ۔ شے، شوق ، شکایت ۔ شہر

یاد رہے 'ش' کی آواز زبان اور تالو کے درمیان ہوا خارج کرنے سے نکلتی ہے۔

- **ک-ق :**

مندرجہ ذیل الفاظ پڑھیے :

کلب ۔ کپتان ۔ کم ۔ کامیاب ۔ کونہ ۔ کمر

یاد رہے، 'ک' کی آواز حلق کے اوپر کے حصّے سے نکلتی ہے۔

قرار ۔ قِسم ۔ قومی ۔ قمر ۔ قیمہ

یاد رہے 'ق' کی آواز حلق کے نچلے حصّے سے نکلتی ہے۔

مشق

1. **نیچے دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیے :**

(1) اَرون اور عرفان کے درمیان جھگڑے کی کیا وجہ تھی ؟

(2) جیوبلی اِسکول کے کھلاڑی کس بات سے خوش تھے ؟

(3) کس ملک نے ہمارے ملک پر حملہ کیا ؟ کیوں ؟

(4) اَرون اور عرفان ملٹری اسپتال کیوں پہنچے ؟

(5) اسپتال سے لوٹتے وقت اَرون اور عرفان کس بات پر جھگڑ رہے تھے ؟

(6) بالآخر میچ کا نتیجہ کیا نکلا ؟

خود آموزی

1. **نیچے دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیے :**

(1) ملک کے کونے کونے سے کس قسم کی آوازیں بلند ہونے لگیں ؟

(2) دیس کے بچوں، بوڑھوں اور عورتوں نے کس طرح مدد کی؟

(3) صحت مند نوجوان کس بات کے لیے بے قرار تھے؟

(4) ڈاکٹر نے اَرون اور عرفان کا خون لینے سے کیوں اِنکار کر دیا؟

(5) ڈاکٹر نے اَرون اور عرفان کو کیا صلاح دی؟

(6) شیش محل کرکٹ کلب کی ٹیم نے قومی بچاؤ فنڈ کے لیے کس طرح روپے جمع کیے؟

2. نیچے دیے ہوئے جملوں میں سے جو جملہ غلط ہو اُسے درست کیجیے اور صحیح جملہ لکھیے :

(1) اَرون اور عرفان شیش محل کرکٹ کلب کے کھلاڑی تھے۔

(2) جیوبلی ہائی اسکول کی ٹیم میں پھوٹ پڑ گئی۔

(3) میچ شروع ہونے سے تین روز پہلے اچانک پورے ملک میں ہلچل سی مچ گئی۔

(4) شیش محل کی کرکٹ ٹیم ایک اِننگ اور بیس رنوں سے ہار گئی۔

3. نیچے دیے ہوئے جملوں میں قوسین میں دیے گئے محاوروں کا استعمال کر کے جملے دوبارہ لکھیے :

(1) اُن کی ٹیم میں آپس میں نا اتفاقی ہو گئی تھی۔ (پھوٹ پڑ جانا)

(2) ملک کے کونے کونے سے چین کی فوجوں کو مار بھگانے کے لیے احتجاج ہونے لگا۔ (آوازیں بلند کرنا)

(3) یہ سن کر ڈاکٹر خوش ہو گیا۔ (چہرے پر چمک آنا)

(4) یہ سن کر عرفان رونے جیسا ہو گیا۔ (گلا بھر آنا)

4. مناسب رُموزِ اوقاف کا استعمال کرتے ہوئے جملے دوبارہ لکھیے :

(1) کچھ کھلاڑی ارون کی طرف ہو گئے اور کچھ عرفان کی طرف ۔ سب ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتے۔

(2) دیس کے کونے کونے میں سے بچے بوڑھے اور عورتیں اپنی جمع کی ہوئی پونجی سرکار کے حوالے کرنے لگے۔

(3) تم دونوں ابھی بہت چھوٹے ہو یہ سن کر دونوں مایوس ہو گئے، عرفان نے کہا تو مجھے فوج میں بھرتی کر لیجیے۔

(4) تم لوگوں کو کس کس چیز کا شوق ہے ناچنے کا گانے کا ڈرامہ کھیلنے کا یا کسی کھیل کود کا۔

سرگرمی

- دنیا کے مشہور بلّے بازوں اور گیند بازوں کی تصویریں جمع کر کے اپنے البم میں چسپاں کیجیے۔

4 آخری قدم

ڈاکٹر ذاکر حسین

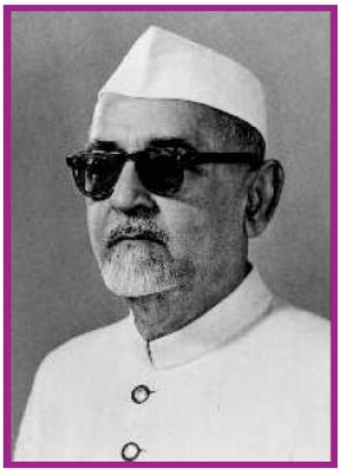

نام : ڈاکٹر ذاکر حسین ☆ پیدائش : 1897ء ☆ وفات :1969ء

نام ذاکر حسین خاں، والد کا نام فدا حسین خاں تھا۔ جو اورنگ آباد میں وکالت کرتے تھے۔ والد کے انتقال کے وقت ذاکر صاحب کی عمر 10 سال تھی۔ ابتدائی تعلیم اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ میں ہوئی۔ اسکول میں انہوں نے نماز اور کلاس میں بلاناغہ حاضری سے اپنے آپ کو نمایاں کرلیا تھا۔ انہوں نے اعلیٰ تعلیم علی گڑھ اور جرمنی میں حاصل کی۔

ذاکر حسین تحریکِ آزادی کے صفِ اوّل کے رہنماؤں میں تھے۔ ملک آزاد ہوا تو وہ کچھ عرصہ تک ریاست بہار کے گورنر رہے۔ اس کے بعد نائب صدر اور صدر جمہوریۂ ہند کے عہدے پر فائز ہوئے۔

ذاکر صاحب کا شمار ہندوستان کے مشہور ماہرین تعلیم میں ہوتا ہے۔ بچوں کی ابتدائی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک کا وسیع تجربہ تھا۔ جامعہ اسلامیہ دہلی کے شیخ الجامعہ اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر رہے۔

انہوں نے بچوں کے لیے کئی کہانیاں، ڈرامے اور مضامین لکھے جو بچوں کے رسالوں میں متواتر شائع ہوتے رہے۔ کہانیاں تو انہوں نے اپنی بیٹی رقیہ ریحان کے نام سے لکھی تھیں جنہیں مکتبہ جامعہ نے ''چودہ کہانیاں'' کا عنوان دے کر ذاکر حسین کے نام سے شائع کیا۔

کہانی ''آخری قدم'' ایک ایسے آدمی کی کہانی ہے جو اپنی دولت کو اللہ کی امانت جانتا ہے اور اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ مگر چپکے چپکے لوگ اس کی سادگی کا مذاق اُڑاتے اور کنجوس کہتے۔ لوگوں کے طعنوں سے تنگ آکر اس نے انہیں نیچا دکھانے کی خاطر اپنے نیک اعمال کی فہرست ان کے سامنے رکھنی چاہی۔ اگر وہ ایسا کرتا تو اس کی تمام نیکیاں دکھاوا بن کر رہ جاتیں۔ لہٰذا اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے نیک اعمال کی فہرست جلادی اور کسی کی دلآزاری نہیں کی۔ راہِ خیر کے سفر میں یہی اس کا آخری قدم ہے اور سب سے بڑی نیکی بھی۔

ایک شخص تھا، جسے اُس کے جیتے جی بہتیرے آدمی بُرا کہتے تھے اور مرنے کے بعد بھی اس کی نیکی کا حال وہی جانتے ہیں جن کے ساتھ اس نے بھلائی کی تھی اور شاید بعض تو ان میں سے بھی بھول گئے ہوں گے۔

اس نیک آدمی کے پاس بڑی دولت تھی مگر یہ ان لوگوں میں تھا جو اپنے مال ودولت کو اپنا نہیں سمجھتے، بلکہ اللہ میاں کی امانت جانتے ہیں۔ جو محض اس لیے ان کے سپرد کی جاتی ہے کہ اس کے بندوں پر صرف کریں۔ خود ان کی اُجرت یہ ہے کہ اس میں سے بس وہ بھی موٹا جھوٹا پہن لیں اور دال دلیا کھا کر گذر کریں۔

ہاں تو یہ نیک آدمی بھی اپنی دولت سے خود بہت کم فائدہ اٹھاتا تھا۔ ایک صاف سے مگر بہت چھوٹے سے مکان میں رہتا تھا۔ گزی گاڑھے کے بہت معمولی کپڑے پہنتا تھا اور کھانے کا حال کیا بتاؤں ! کبھی چنے چبائے، کبھی مکّا کی کھیلیں کھالیں۔ ایک وقت ہانڈی چڑھی تو تین وقت کے کھانے کا انتظام ہوگیا۔ دوست احباب جنہیں اُس کے حال کی خبر تھی، طرح طرح سے اسے کھیل تماشوں، رنگ رلیوں میں گھسیٹنا چاہتے تھے مگر یہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ بہانہ کر کے ٹال دیا کرتا تھا۔ آخر میں سب سے بڑا کنجوس مشہور ہوگیا۔ اس کے دوست اسے میاں مکّھی چوُس کہا کرتے تھے۔ بعض لوگ اس کی دولت کی وجہ سے جلتے بھی تھے۔ وہ اسے اور بھی چھیڑتے اور بدنام کرتے تھے، مگر یہ دُھن کا پکّا تھا۔ برابر چُھپ چُھپ کر اپنی دولت سے کسی نہ کسی مستحق کی مدد کرتا رہتا تھا، اور اس طرح کہ سیدھے ہاتھ سے دیتا تو اُلٹے ہاتھ کو خبر نہ ہوتی، زبان پر ذکر آنے کا تو ذکر ہی کیا !

نہ جانے کتنی بیوائیں اس کے روپے سے پلتی تھیں ! کتنے یتیم اس کی مدد سے پڑھ پڑھ کر اچھّے اچھّے کاموں سے لگ گئے تھے۔ کتنے مدرسے اس کی سخاوت سے چل رہے تھے۔ کتنے قومی کام کرنے والوں کو اس نے روٹی کپڑے سے بے فکر کر دیا تھا، اور وہ یکسوئی سے اپنی دُھن میں لگے ہوے تھے۔ کئی شفاخانوں میں دوا کا خرچ اس نے اپنے ذمّے لے لیا تھا۔ ہزاروں بیماروں اور مریضوں کو اس کے روپے سے روز آرام پہنچتا تھا، لیکن یہ مشہور تھا وہی کنجوس مکھی چوس۔ کوئی اُس پر ہنستا تھا کوئی خفا ہوتا تھا۔ غرض سب اُسے بُرا سمجھتے تھے۔

آدمی کتنا ہی نیک ہو، دوسروں کے بُرا کہنے سے جی دُکھتا ہے۔ اس کے دل کو بھی کبھی ٹھیس لگتی تھی۔ جھنجھلاتا تھا، آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے، مگر صبر کر لیتا تھا۔

اس کے پاس ایک خوب صورت سی کتاب تھی۔ چکنا چکنا موٹا کاغذ، نیلے کپڑے کی سبک سی جلد، پُشتے پر سنہری حرفوں میں لکھا ہوا تھا۔ حسابِ امانت۔ اس کتاب میں یہ اپنے پیسے پیسے کا حساب لکھا کرتا تھا۔ جس کو کبھی کبھی کچھ دیا تھا سب اس میں درج تھا۔ کہیں کہیں کیفیت کے خانے میں بڑی دلچسپ باتیں لکھی تھیں۔ یہ سب بعد کو لکھی گئی تھیں۔ کسی یتیم کو پڑھنے کے بارے میں وظیفہ دیا تھا۔ 15 سال بعد کی تاریخ دے کر کیفیت کے خانے میں درج ہے۔ ''اب احمد آباد میں ڈاکٹر ہیں اور وہاں کے یتیم خانے کے ناظم۔''

کتابوں کے ایک کاروبار کو سخت پریشانی کے زمانے میں دو ہزار روپے دیے تھے۔ کئی سال بعد کیفیت کے خانے میں لکھا ہے۔ ''آج خط آیا ہے کہ انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک، نہایت صاف سادہ زبان میں لکھوا کر ایک لاکھ نسخے مفت تقسیم کیے۔ خدا جزائے خیر دے''۔ دِلّی کے ایک مدرسے کو ایسے وقت میں کہ اس کا کوئی مددگار نہ تھا، دس ہزار روپے دیے تھے۔ اِندراجِ رقم کے سامنے کیفیت میں لکھا تھا۔ ''سالانہ رپورٹ پڑھی، ہر صوبے میں اس کی ایک شاخ قائم ہوگئی ہے۔ اس صوبے میں تو گاؤں گاؤں تعلیمی مرکز قائم کر دیے ہیں۔ یہ کام نہ ہوتا تو اس ملک میں مسلمانوں کی تمدّنی ہستی کبھی کی ختم ہو چکی ہوتی۔'' ......اس قسم کے بے شمار اندراجات تھے۔

اس کتاب کو یہ اکثر اٹھا کر پڑھنے لگتا تھا۔ خصوصاً جب کسی نادان دوست کی زبان سے دل دُکھتا تو ضرور اس کتاب کی ورق گردانی کرتا تھا۔ اسے دیکھ کر کبھی کبھی مسکراتا بھی تھا۔ اس کا یہ ارادہ تھا کہ مرتے وقت یہ کتاب ان لوگوں کے لیے چھوڑ جاؤں گا جو عمر بھر مجھے پہچانے بغیر میرا دل دُکھاتے رہے ہیں۔ اس ارادے سے اسے بڑی تسکین ہوتی تھی۔ سو سنار کی ایک لوہار کی۔ انہوں نے ہزار دفعہ میرا خون کیا۔ میں ایک

دفعہ اُنہیں ایسا ستاؤں گا کہ بس سر نہ اُٹھے گا۔ یہ سوچتا تھا اور خوش ہوتا تھا۔ ہوتے ہوتے بڑھاپا آن پہنچا۔ اعضاء جواب دینے لگے اور کوئی نہ کوئی بیماری کھڑی رہتی۔ ایک دفعہ دسمبر کا مہینہ تھا۔ سخت بیمار ہوا۔ ایک دو دن بخار کھانسی رہی۔ تیسرے دن سینے میں سخت درد شروع ہوا۔ کوئی دو پہر تک غفلت رہی۔ ہوش آیا تو سانس لینے میں بھی تکلیف ہوتی تھی۔ نمونیا کا حملہ تھا اور سخت حملہ۔ شام سے حالت غیر ہونے لگی۔ بار بار غفلت ہو جاتی۔ تھوڑی دیر کے لیے ہوش آیا۔ پھر غفلت۔ کوئی چار بجے کے قریب ذرا ہوشیار ہوا، تو اس کی سمجھ میں آیا کہ وہ وقت آن پہنچا ہے جو سب کے لیے آتا ہے اور جس سے بھاگ کر کوئی بچ نہیں سکتا۔ چارپائی کے پاس ہی میز پر وہ نیلی خوبصورت کتاب (حساب امانت) رکھی

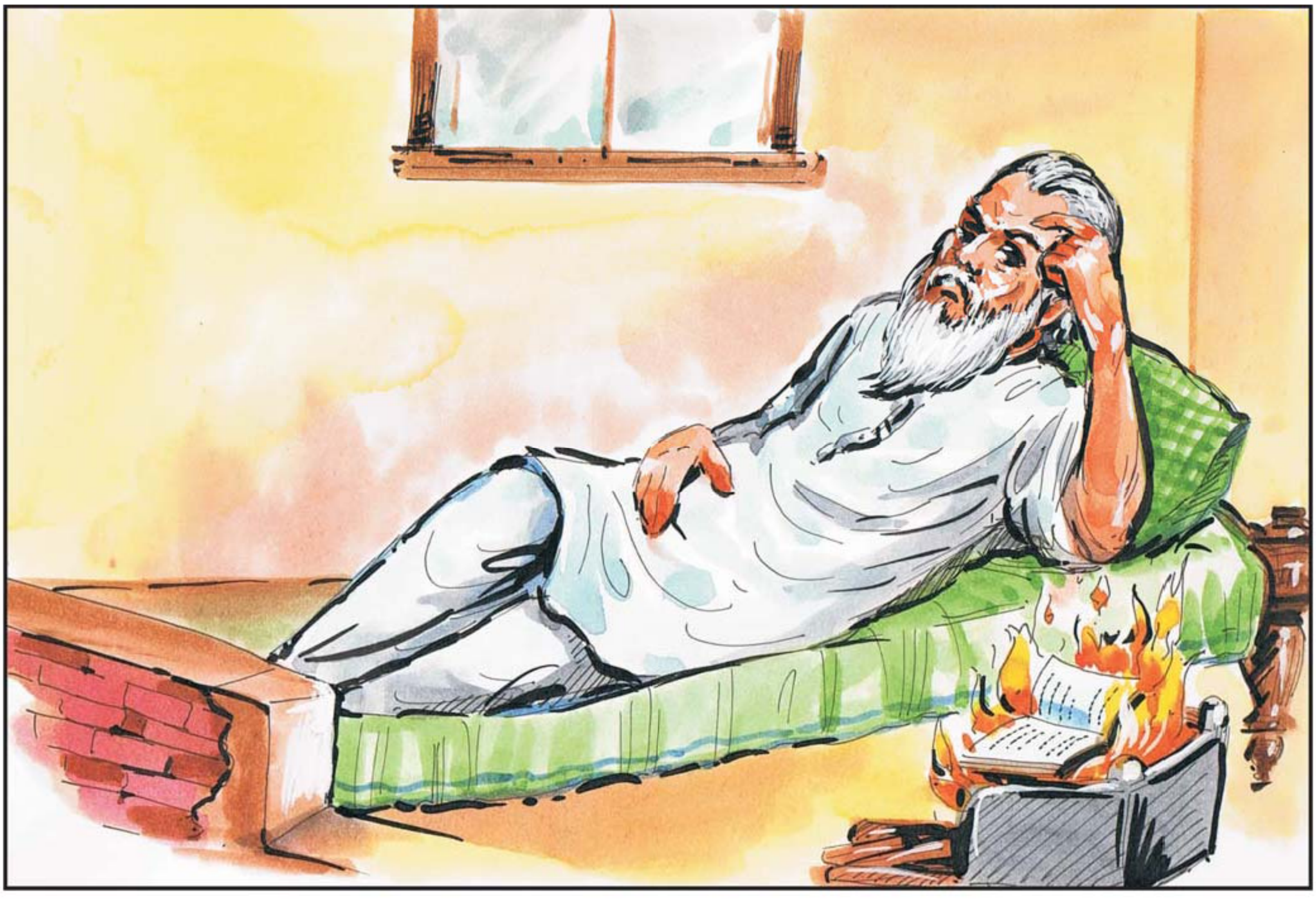

تھی، جسے وہ بیماری میں بھی دو دن اٹھا کر پڑھ چکا تھا۔ چند لمحے اس کی طرف غور سے دیکھا، آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، ایسے کہ تھمتے ہی نہ تھے۔ کتاب کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھانا چاہا۔ کئی مرتبہ کی کوشش میں اسے مشکل سے اُٹھا پایا۔ پھر کچھ سوچ میں پڑ گیا۔ "عظیم الشان گھڑی اور چھوٹا خیال، ان کو شرما کر تجھے کیا ملے گا۔ تو اپنا کام کر چلا۔ کام سے کام۔ منزل آ پہنچی۔ آخری قدم کیوں ڈگمگائے؟

دونوں ہاتھوں میں کتاب تھامی، ہاتھ تھرتھرا رہے تھے۔ جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ اٹھایا ہو! بڑی مشکل سے تکیے پر سے بھی کچھ اُٹھایا اور ناتواں جسم کی ساری قوت صرف کر کے کتاب پاس والی انگیٹھی میں پھینک دی۔ جس میں نوکر نے کوئی ڈھائی بجے بہت سے کوئلے ڈالے تھے اور میاں کو سوتا جان کر دوسرے کمرے میں جا کر سو رہا تھا۔

کتاب جلنے لگی، اس کی نظر اس پر جمی تھی۔ جلد کے جلنے میں دیر لگی، پھر اندر کے کاغذوں میں آگ لگی تو شعلہ اُٹھا۔ اس کی روشنی میں اس کے ہونٹوں پر ایک خفیف سی مسکراہٹ دکھائی دی اور چہرے پر ایک عجیب اطمینان! اُدھر مؤذّن نے اذان دی اور اِدھر اللہ کے نیک بندے نے ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔

الفاظ ومعانی

کھیلیں بُھنا ہوا اَناج **مستحق** حقدار **یکسوئی** دھیان سے، توجہ سے **پشتہ** کتاب کی دفتیوں کو جوڑنے والی پٹی **سبک** ہلکا **درج کرنا** لکھنا، نوٹ کرنا **ناظم** انتظام کرنے والا **نسخے** کا پیاں **تمدنی** مِل کر رہنے کا طریقہ (طور طریقہ) **خفیف** ہلکی سی، تھوڑی سی

محاورے

ٹال دینا بہانے بنانا **ٹھیس لگنا** تکلیف ہونا **قدم ڈگمگانا** لڑکھڑانا **دُھن کا پکا ہونا** کسی بات کے پیچھے لگ جانا **دِل دُکھانا** تکلیف دینا **آنکھیں بند کرنا** مر جانا

کہاوت

سو سُنار کی ایک لوہار کی کمزور کی سو چوٹیں طاقتور کی ایک چوٹ کے برابر ہوتی ہے۔

زباندانی

- قوسین میں دیے ہوئے لفظ پسند کر کے خالی جگہ پُر کیجیے:

(اور ، پھر ، بلکہ ، یا ، نہ)

(1) کسی .... کسی طرح وہ پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ گیا۔

(2) برات میں وکیل، داروغہ .... بہت سے لوگ شامل تھے۔

(3) وہ مُنہ کے بل گرتا ہے .... بھی بے آس نہیں ہوتا۔

(4) آپ بچے سے ضد نہ کریں .... سمجھانے کی کوشش کریں۔

(5) خوشی ملے .... نہ ملے کام تو کرنا ہی ہے۔

- قوسین میں دیے ہوئے حروف دو جملوں کو جوڑتے ہیں دو جملوں یا دو لفظوں کو جوڑنے والے حروف کو **حروفِ عطف** کہتے ہیں۔

مشق

.1 نیچے دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیے :

(1) وہ نیک آدمی اپنا گزارا کیسے کرتا تھا ؟

(2) اس نے کون کون سے نیک کام کیے تھے ؟

(3) ''حساب امانت'' میں کیا لکھا ہوا تھا ؟

(4) وہ نیک آدمی کتاب کی ورق گردانی کب اور کیوں کرتا تھا ؟

(5) آخری قدم سے کیا مراد ہے؟

خودآموزی

.1 نیچے دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیے :

(1) نیک آدمی کے دوست اسے میاں مکھی چوس کیوں کہتے تھے ؟

(2) اس کی آنکھوں میں آنسو کیوں بھر آئے ؟

(3) نیک آدمی نے کتاب انگیٹھی میں کیوں پھینک دی ؟

.2 ذیل کے الفاظ کے معنی بتائیے اور ہر ایک کو جملے میں استعمال کیجیے :

(1) نیکی	(2) کیفیت
(3) یتیم	(4) تسکین
(5) دُھن	(6) غفلت
(7) غرض	(8) عظیم الشان

.3 ہدایت کے مطابق کیجیے :

(1) آپ کے گھر میں استعمال ہونے والے اسباب کی فہرست بنائیے۔

(2) یہ اسباب کتنے وقت کے لیے استعمال کرتے ہیں؟

(3) یہ اسباب آپ کے علاوہ کون کون استعمال کرتا ہے؟

(4) آپ کے علاوہ دیگر افراد اِن اسباب کا استعمال کتنے وقت کے لیے کرتے ہیں۔

(5) کون سب سے زیادہ استعمال کرتا ہے؟

(6) تمام یکساں طور پر استعمال کریں اس کے لیے آپ کیسا منصوبہ بنائیں گے؟

اس کے لیے آپ دیے گئے خانوں کا استعمال کرسکتے ہیں :

	آپ	والد	والدہ	بھائی	بہن	دیگر	
ٹی-وی							
سائیکل							
کمپیوٹر							
پانی							
بجلی							

سرگرمی

• **الفاظ کا پرامڈ** (Word Pyramid) :

ذیل کا پرامِڈ دیکھیے، جس میں اوپر سے نیچے کی جانب آتے ہوئے الفاظ بڑھتے جاتے ہیں :

اس
کتاب کو
اکثر اٹھا کر
پڑھنے لگتا تھا
خصوصاً جب کسی
نادان دوست کی زبان
سے دل دکھتا تو وہ
کبھی کبھی مُسکرا دیتا تھا

سرگرمی

• امدادِ باہمی کے کاموں میں شرکت کیجیے۔ • امدادِ باہمی سے متعلق اشتہارات پڑھیے۔
• ڈاکٹر ذاکر حسین کی دیگر سبق آموز کہانیاں حاصل کیجیے اور پڑھیے۔

5 بادل کا گیت

احمد ندیمؔ قاسمی

نام: احمد شاہ ☆ تخلص: ندیمؔ ☆ پیدائش: سرگودھا 1916ء

بچپن ہی میں والد کا انتقال ہوجانے سے بچپن کا زمانہ تنگ دستی میں گزرا۔ چچا کے زیرِ نگرانی تعلیم مکمّل کی۔ بی.اے. ہوئے اور کئی چھوٹی موٹی نوکریاں کرتے رہے۔ مختلف رسائل کے مدیر رہے۔ آخر میں مجلس ترقی ادب لاہور کے معتمد رہے۔

احمد ندیمؔ قاسمی کا شمار بیانی شاعروں میں ہوتا ہے۔

'جلال و جمال' اور 'دستِ وفا' ان کے شعری مجموعے ہیں۔

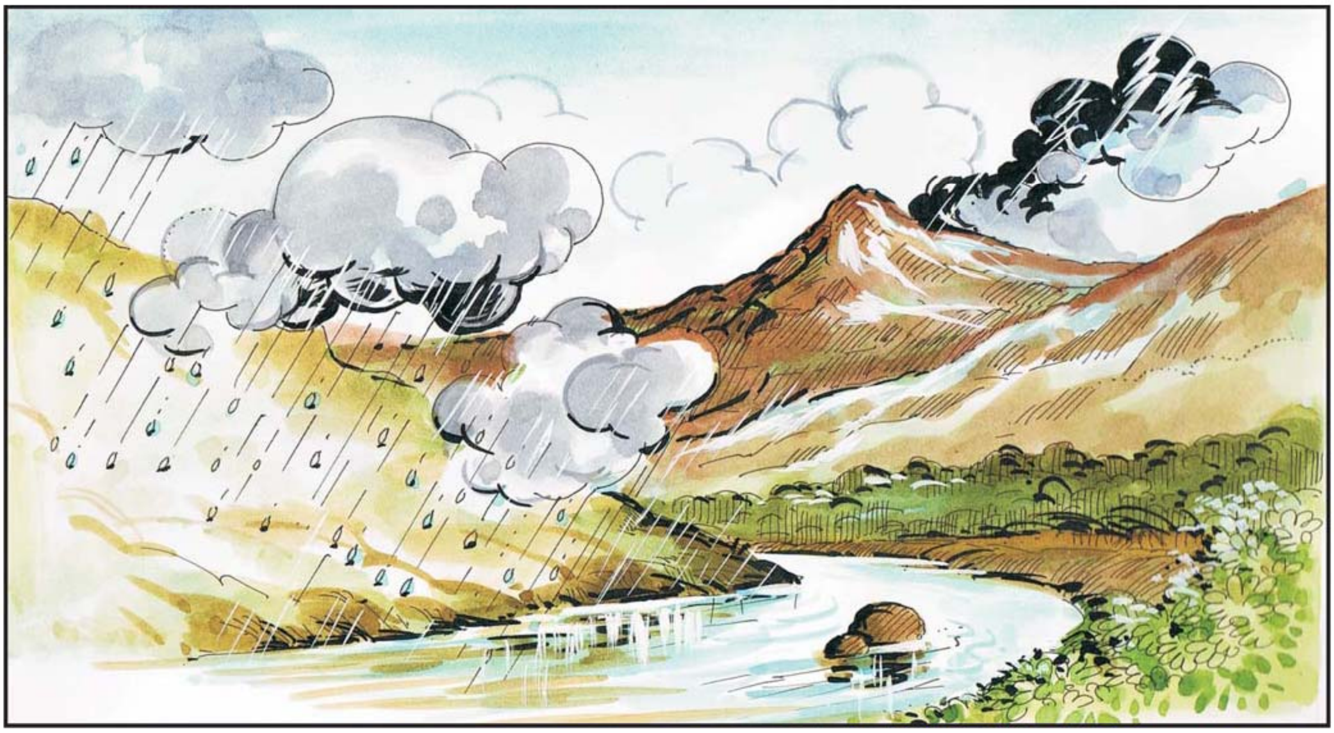

مِرا گھر سمندر کی گہرائیوں میں　　میں رہتا تھا لہروں کی پرچھائیوں میں
کبھی سیپیوں میں کبھی کائیوں میں

مگر ایک دن شوخ تپتی شعاعیں　　پکاریں کہ آ تجھ کو تارے دکھائیں
اُڑائیں گی تجھ کو نشیلی ہوائیں

ستاروں کی دُھن میں وطن چھوڑ آیا		ہواؤں نے شاخوں پہ مجھ کو بٹھایا
سمندر سے اُٹھا پہاڑوں پہ چھایا

مگر تیز جھونکے نے آفت یہ ڈھائی		مجھے ایک پربت کی چوٹی دکھائی
کہا : اِس سے لڑکر دکھا میرے بھائی

میں لپکا تو پربت نے مجھ کو دھکیلا		وہ اکڑا میں گرجا وہ بپھرا میں کھیلا
پر افسوس فانی ہے کھیلوں کا میلا

پہاڑوں نے ایسی مجھے پٹخنی دی		کہ تنگ آ کے میدان کی میں نے رہ لی
مجھے لے اُڑیں شوخ پریاں ہوا کی

میں جب تھک گیا زور سے بلبلایا		ہواؤں کو بجلی کا کوڑا دکھایا
اِدھر سے نکل کر اُدھر گھوم آیا

میں لپکا میں پلٹا میں گرجا میں چمکا		دُھواں بن کے چھایا دِیا بن کے دَمکا
کسی کو نہ تھا رنج کچھ میرے غم کا

اب آیا تھا دھرتی پہ رونے رُلانے		میں رویا تو دُنیا لگی مسکرانے
یہ کیا راز ہے، ہائے یہ کون جانے

مرے آنسوؤں سے زمیں دُھل چکی ہے		مری زندگی اس طرح گُھل چکی ہے
مگر ایک گُتھّی، تو اب کُھل چکی ہے

یہ سب نالے دریاؤں میں جا گریں گے		یہ دریا سمندر میں جا کر ملیں گے
سمندر سے مل کر مرے دن پھریں گے

الفاظ ومعانی

شوخ شریر **نشیلی** جس سے نشہ پیدا ہو **دُھن** دھیان، خیال، شوق **پربت** پہاڑ **بلبلانا** تڑپنا، گڑگڑانا

محاورے

آفت ڈھانا ہنگامہ کرنا، شور کرنا۔ **پٹخنی دینا** زمین پر دے مارنا **راہ لینا** روانہ ہونا، چلے جانا

زباندانی

☆ ر – ڑ :

- **مندرجہ ذیل الفاظ پڑھیے:**

راہ ، ریت ، رحم ، رِزق ، رُستم ، ریل

یاد رہے 'ر' کی آواز زبان کی نوک اور تالو کے اگلے سِرے پر تکرار سے نکلتی ہے۔

- **مندرجہ ذیل الفاظ پڑھیے:**

لڑکا ، ٹکڑا ، لکڑی ، بھیڑیا ، تڑپ ، کڑکنا

یاد رکھیے اُردو میں 'ڑ' سے کوئی لفظ شروع نہیں ہوتا۔ لفظ کے درمیان 'ڑ' کا استعمال ہوتا ہے۔

'ڑ' کی آواز زبان کی نوک اُوپر مڑ کر تالو سے لگ کر واپس آنے سے نکلتی ہے۔

☆ ج – ز :

- **مندرجہ ذیل الفاظ پڑھیے:**

جان ، جڑ ، جذبہ ، جماعت ، جَل ، جہاز ، جَبین

یاد رہے 'ج' کی آواز زبان کے اگلے حصّے (زبان کا سِرا نہیں) کو تالو کے اگلے حصّے سے لگا کر چھوڑ دینے سے نکلتی ہے۔

- **ذیل کے الفاظ پڑھیے:**

زمانہ ، زاہد ، زمین ، زیبا ، زلزلہ ، زندگی ، زُلف

یاد رہے 'ز' کی آواز زبان کے اگلے سِرے کو اوپری دانتوں کے پچھلے حصّے سے مِلا کر نکالی جاتی ہے۔

مشق

1. نیچے دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیے :

(1) بادل کا گھر کہاں کہاں تھا ؟

(2) پربت پر جا کر بادل کا کیا حال ہوا ؟

(3) بادل نے تھک کر کیا کہا ؟

(4) بادل کے برسنے پر کیا کیا ہوا ؟

خود آموزی

1. نیچے دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیے :

(1) شوخ تپتی شعاعوں نے پکار کر بادل سے کیا کہا ؟

(2) بادل نے وطن کیوں چھوڑ دیا ؟

(3) تیز جھونکے نے کس سے لڑنے کو کہا ؟

(4) بادل برسنے کے بعد پانی کہاں کہاں گیا ؟

2. آخری حرف سے مثال کے مطابق لفظ بنا کر خالی جگہ پُر کیجیے :

مثال : سمندر کا آخری حرف 'ر' ہے، 'ر' سے راجا۔ راجا کا آخری حرف 'الف' ہے، الف سے امانت ۔ اسی طرح 'ت' سے تارے۔

(1)	سمندر	راجا	امانت	تارے
(2)	شوخ	....	....	....
(3)	شعاع	....	....	....
(4)	تیز	....	....	....

3. مندرجہ ذیل الفاظ کے ہم معنی بتائیے :

(1) پَربت (2) سمندر

(3) شُعاع (4) شاخ

(5) دِیا (6) دھرتی

4. ذیل کے خیالات پیش کرنے کے لیے شاعر نے کون سے شعر لکھے ہیں؟

(1) میں تو لہروں کی پرچھائیوں اور سمندر کی گہرائیوں میں رہتا تھا۔

(2) مجھ پر آفت ڈھائی، چوٹی دکھائی اور لڑ کر دکھانے کو کہا۔

(3) پہاڑ اور میدان سے مجھے شوخ پریاں اڑا لے گئیں۔

(4) بادل کے رونے کا غم کِسے نہ تھا۔ بادل برسا تو دنیا مسکرانے لگی۔

5. ''بادل کا گیت'' زبانی یاد کیجیے۔

سرگرمی

- آپ کے اسکول میں شجرکاری کا پروگرام کیجیے اور درخت لگائیے۔
- برسات کے موسم پر لکھی گئی نظموں میں بادل کا ذکر ہوتا ہے۔ ایسی نظموں سے بادل کے متعلق اشعار تلاش کر کے طلبہ کو سُنائیے اور کاپی میں درج کروائیے۔
- بادل برسنے کے بعد کا منظر اپنی زبان میں پیش کیجیے اور لکھوائیے۔

اعادہ-1

.1 قوسین میں دیے ہوئے الفاظ دیے ہوئے خانوں میں سے تلاش کر کے اُن کے اردگرد نشان لگایئے اور جملے بنایئے :

د	ر	م	ی	ا	ن	ج
ش	و	ن	ت	غ	د	ح
م	ب	ظ	ت	ض	ا	خ
ن	د	و	ص	ب	ر	م
س	ط	ر	ا	ش	د	ن
ع	غ	ک	ح	ٹ	غ	ت
ا	ف	ق	ب	ع	پ	ث

[درمیان ۔ ندارد ۔ صبر ۔ غضب ۔ صاحب ۔ دُشمن ۔ منظور ۔ راشد]

.2 نیچے دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیے :

(1) آپ میلے میں جا کر کیا کیا خریدیں گے؟ کس کے لیے؟

(2) عَرَب و اِنسانیت کس نے سکھائی ؟

(3) جیوبلی اسکول کے کھلاڑی کس بات سے خوش تھے؟

(4) ''حسابِ امانت'' میں کیا لکھا ہوا تھا ؟

(5) پربت پر جا کر بادل کا کیا حال ہوا ؟

.3 آپ اسکول کی دیواروں پر آویزاں اقوال کی فہرست تیار کیجیے۔

.4 مندرجہ ذیل پیراگراف میں مناسب رُموزِ اوقاف لگا کر پیراگراف دوبارہ لکھیے :

میں نے عرض کیا تین چار دیسی چیزیں مستقل طور پر استعمال کرتا ہوں دیسی آم کھاتا ہوں دیسی پان کھاتا ہوں دیسی آلو کھاتا ہوں اور دیسی شکر استعمال کرتا ہوں کیا یہ کافی نہیں گاندھی جی نے بڑے زور سے قہقہہ لگایا اور فرمایا تب تو آپ کے لیے دیسی کپڑا پہننا اور بھی آسان ہے ایک ہی دیسی چیز کا اضافہ ہوگا

5. ہدایت کے مطابق کیجیے:

- ''ج'' سے شروع ہونے والے دس الفاظ لکھیے اور اُن الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے۔
- تمام جملوں سے ایک پیراگراف بنا کر لکھنے کی کوشش کیجیے۔
- تیار کیے گئے پیراگراف کو جماعت میں بآواز بلند پڑھیے۔

6. ذیل کے الفاظ کے ہم معنی الفاظ لکھیے:

(1) حق (2) عاصی

(3) حوصلہ (4) سبک

(5) شوخ

7. مندرجہ ذیل مصرعوں میں الفاظ کی ترتیب اُلٹ پلٹ ہوگئی ہے۔ ترتیب دُرست کر کے صحیح مصرعے دوبارہ لکھیں:

(1) اُٹھا سے یہ پہاڑیوں چھایا سمندر

(2) سنوارا کو نے اخلاق جس وہ

(3) دُھن میں وطن ستاروں کی چھوڑ آیا

(4) والا سکھانے علم وحکمت وہ

●●●

6 دست گیری

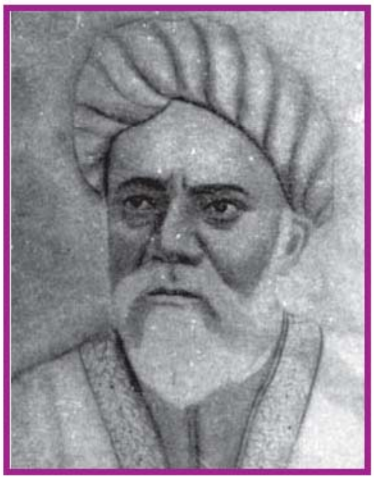

ڈپٹی نذیر احمد

ڈپٹی نذیر احمد ضلع بجنور میں 1836ء میں پیدا ہوئے۔ اور دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ عربی، فارسی زبان وادب اور فلسفہ میں مہارت حاصل کی۔ سرکاری ملازمت پر فائز رہے۔ اور ترقی کرتے ہوئے کلکٹر ہوگئے۔ ڈپٹی نذیر احمد اُردو ناول کے موجد مانے جاتے ہیں۔ (قوم کی جہالت اور غفلت کو دیکھ کر سب سے پہلے تعلیم نسواں کی طرف توجہ دی اور 'مراۃ العروس' اور 'بنات النعش' جیسے عمدہ ناول لکھے۔)

اس کہانی میں مصنّف نے کئی سماجی بُرائیوں کے ساتھ ساتھ دوسروں کو مدد کرنے کے عمدہ اخلاقی پہلو کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ سود پر قرض لینا اور بنیے کی بے رحمی کس طرح ایک گھر کو تباہ کرسکتی ہے۔ لیکن ایک رحمت کا فرشتہ عین وقت پر اپنی نئی ٹوپی فروخت کرکے کس طرح ایک تباہ ہوتے گھر کو بچا لیتا ہے۔ اس واقعہ کو بڑے دلکش انداز میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

ایک مرتبہ عید کو ایک بہت ہی خوبصورت ٹوپی مجھ کو امّاں جان نے بنادی تھی۔ وہی ٹوپی اوڑھے ہوئے میں خالہ جان کے یہاں جاتا تھا۔ میاں مسکین کے کوچے میں پہنچا تو بہت سے چپراسی پیادے ایک گھر کو گھیرے ہوئے تھے اور بہت سے تماشائی بھی وہاں جمع تھے۔ یہ دیکھ کر میں بھی لوگوں میں جا گُھسا تو معلوم ہوا کہ ایک نہایت غریب، بوڑھی سی عورت ہے۔ چھوٹے چھوٹے کئی بچّے ہیں۔ سرکاری پیادے اُس کے میاں کو پکڑ کر لیے جارہے ہیں۔ اس واسطے کہ اُس نے کسی بنئے کے یہاں سے اُدھار رکھایا تھا اور بنئے نے اُس پر ڈگری جاری کرائی تھی۔ وہ مرد کہتا تھا: ''قرضہ واجب ہے، مگر میں کیا کروں''۔ ہر چند کہ اس بے چارے نے بنئے کی اور سرکاری پیادے کی بہتیری خوشامد کی، مگر بنیا مانتا تھا نہ پیادے باز آتے تھے اور پکڑے لیے جاتے تھے۔ لوگ جو وہاں کھڑے تھے اُنہوں نے بھی کہا: ''لالا جی! جہاں تم نے اتنے دن

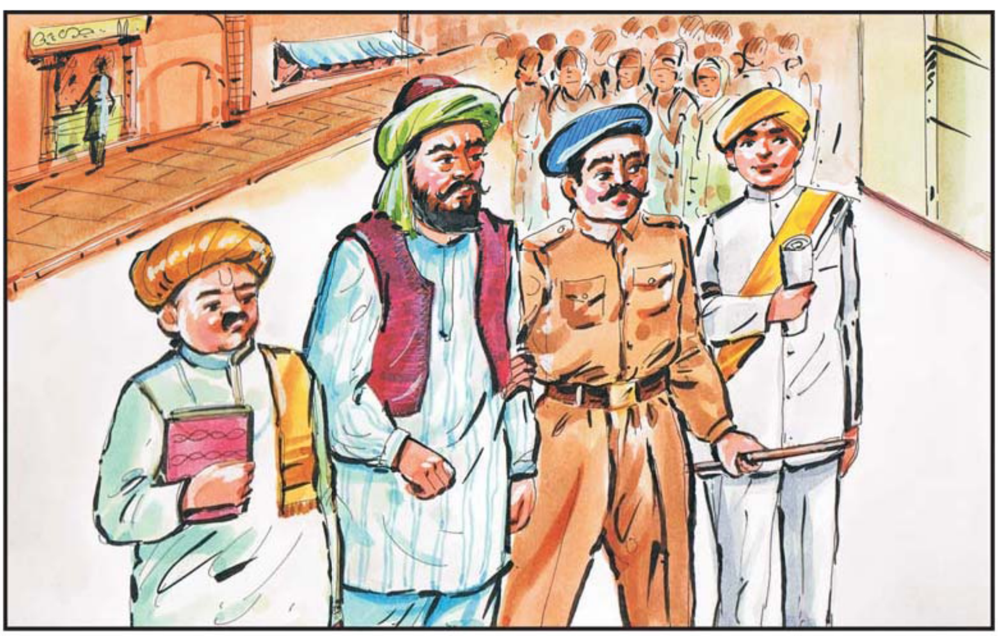

صبر کیا دس پانچ روز اور صبر کر جاؤ''۔ تو بنیا بولا: ''اچھی کہی، برسوں کا ناتواں اور روز کی ٹال مٹول۔ بھگوان جانے۔ ابھی تو خان صاحب کی عزّت اُتروائے لیتا ہوں۔''

وہ شخص جس پر ڈگری جاری تھی، غریب تو تھا، لیکن غیرت مند بھی تھا۔ بنئے نے جو عزت اُتروانے کا نام لیا، سُرخ ہوگیا اور گھر میں گُھس کر تلوار نکال لایا۔ چاہتا تھا کہ بنئے کا سر الگ کردے کہ اس کی بیوی اس کے پیروں میں لپٹ گئی اور رو کر کہنے لگی:

''خدا کے لیے کیا غضب کر رہے ہو۔ یہی تمہارا غصّہ ہے تو پہلے مجھ پر اور بچوں پر ہاتھ صاف کرو۔ کیوں کہ تمہارے بعد ہمارا کہیں ٹھکانا نہیں''۔

ماں کو روتا دیکھ کر بچّے بھی دہاڑیں مار کر رونے لگے اور دَوڑ کر سب کے سب باپ کو لپٹ گئے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر خاں صاحب بھی ٹھنڈے ہوئے اور تلوار کو میان میں ڈال کر کھونٹی پر لٹکا دیا اور بیوی سے کہا:

''اچّھا تو نیک بخت! مجھ کو اس بے عزّتی سے بچنے کی کوئی تدبیر بتاؤ''۔

بیوی نے کہا: ''بلا سے جو چیز گھر میں ہے اس کو دے کر اپنا پنڈ چُھڑاؤ۔ تم کسی طرح رہ جاؤ تو پھر جیسی ہوگی دیکھی جائے گی۔''

توا، چکّی، پانی پینے کا کٹورا، نہ جانے کن کن وقتوں کی ہلکی ہلکی قلعی کی دو پتیلیاں۔ بس یہی اس گھر کی کُل کائنات تھی۔ چاندی کی دو چوڑیاں، لیکن ایسی پتلی جیسی تار۔ اس نیک بخت عورت کے ہاتھوں میں تھیں۔ یہ سب سامان خاں صاحب نے باہر لاکر اس بنئے کے روبرو رکھ دیا۔ اوّل تو بنیا ان چیزوں کو ہاتھ ہی نہیں لگاتا تھا۔ لوگوں نے بہت کچھ کہا سُنا۔ یہاں تک کہ ان سرکاری پیادوں کو رحم آیا۔ اُنہوں نے بھی بنئے کو بہت سمجھایا۔ بارے خدا خدا کر کے وہ اس بات پر رضامند ہوا کہ پانچ روپے اصل اور دو روپے سود ساتوں کے ساتوں دے دے تو وہ فارغ خطی لکھ دے گا۔ لیکن خاں صاحب کا اثاثہ چار ساڑھے چار سے زیادہ نہ تھا۔ تب پھر گھر میں گئے اور بیوی سے کہا کہ ڈھائی روپے کی کسر رہ گئی ہے۔ تو بیوی نے کہا:

''اب کوئی بھی چیز میرے پاس نہیں۔ ہاں لڑکی کے کانوں میں چاندی کی بالیاں ہیں دیکھو جو اُن کو ملا کر پوری پڑے۔''

وہ لڑکی کوئی چھ برس کی تھی۔ بس بعینہٖ جتنی ہماری حمیدہ۔ ماں جو لگی اس کی بالیاں اُتارنے تو وہ لڑکی اس حسرت سے روئی کہ مجھ سے ضبط نہ ہوسکا اور میں نے دل میں کہا کہ الٰہی اس وقت مجھ سے کچھ اس کی مدد نہیں ہوسکتی۔ فوراً ایک خیال آیا کہ ایک روپیہ اور کوئی دو آنے کے پیسے تو نقد میرے پاس موجود ہیں۔ دیکھو ٹوپی بک جائے تو شاید خاں صاحب کا سارا قرضہ چُک جائے۔ بازار تو قریب تھا ہی۔ فوراً میں گلی کے باہر نکل آیا۔ رومال سے سر کو لپیٹ لیا اور ٹوپی ہاتھ میں لے کر ایک گوٹے والے کو دکھائی۔ اس نے چھ کی آنکی۔ میں نے بھی چھوٹتے ہی کہا بلا سے چھ ہی دے۔ غرض چھ وہ اور ایک میرے پاس نقد تھا۔ یہی

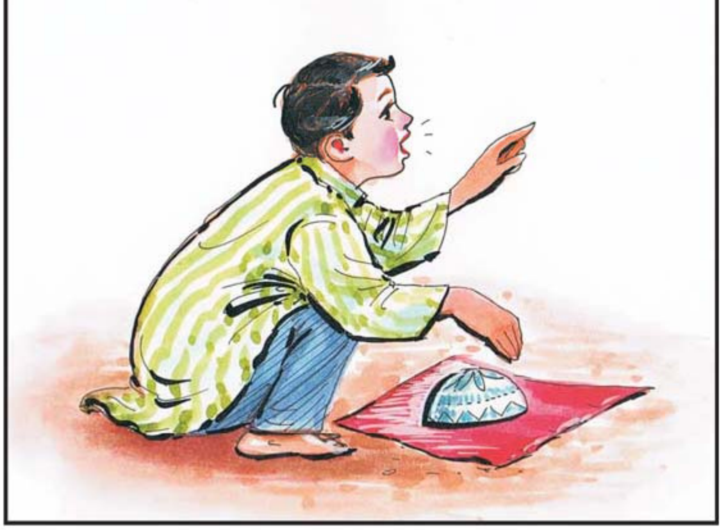

ساتوں روپے میں نے چپکے سے اس عورت کے ہاتھ پر رکھ دیے۔ تب تک پیادے خاں صاحب کو گرفتار کر کے لے جا چکے تھے اور گھر میں رونا پیٹنا مچ رہا تھا۔ دفعتاً پورے سات روپے ہاتھ میں دیکھ کر اس عورت پر شادیِ مرگ کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ اور اس خوشی میں اُس نے کچھ نہیں سوچا کہ یہ روپیہ کیسا ہے اور کس نے دیا ہے۔ فوراً اپنے ہمسائے کو روپے دے کر دوڑایا اور خود بچّوں سمیت دروازے میں آ کر کھڑی ہوگئی۔ بات کی بات میں خاں صاحب آئے تو بچوں کو ایسی خوشی کہ کودیں اور اُچھلیں کبھی باپ کے کندھے پر کبھی ماں کی گود میں اور کبھی ایک پر ایک۔ اس عورت کو میرا خیال آیا۔ بچّوں سے بولی، ''کم بختو! کیا اُودھم مچا رکھا ہے اور میری طرف اشارہ کر کے بولی'' ۔ دعا دو اِس خدا کے نیک بندے کی جان و مال کو جس نے باپ کی اور تم سب کی جانیں رکھ لیں۔ نہیں تو ٹکڑا بھی مانگے نہ ملتا۔ کوئی چچا یا ماموں بیٹھا تھا کہ اس کو تمہارا درد ہوتا۔ اور مصیبت کے وقت تمہاری دست گیری کرتا۔ صرف ایک باپ کے دم کا سہارا ہے کہ اللہ رکھے ان کے ہاتھ پاؤں چلتے ہیں تو محنت مزدوری سے، خدا کا شکر ہے، روز کی روز، دو وقت نہیں تو ایک ہی وقت مل تو جاتی ہے۔ ہمارے حق میں یہ لڑکا کیا ہے۔ رحمت کا فرشتہ ہے۔ نہ جان نہ پہچان، نہ رشتہ نہ ناتہ اور اس اللہ کے بندے نے مُٹھی بھر روپے دے کر آج ہم سب کو نئے سرے سے زندہ کیا۔''

وہ بچّے جس شکرگزاری کی نظر سے مجھ کو دیکھتے تھے، اس کی حسرت میں اب تک اپنے دل میں پاتا ہوں۔ روپیہ خرچ کرنے کے بعد عمر بھر ایسی خوشی نہیں ہوئی جیسی کہ اُس دن تھی۔

الفاظ ومعانی

دست گیری مدد **ڈگری** سرکاری حکم (انگریزی Decree کا اُردو روپ) **واجب** لازم **ناتواں** کمزور **فارغ خطی** دعویٰ ختم کرنا **اثاثہ** گھر کا سامان **بعینہٖ** (بِ+عَی+نِ+ہٖ) اُس کے جیسی ہی **ہمسایہ** پڑوسی **شادیٔ مرگ** وہ موت جو شدّت خوشی سے واقع ہو۔

محاورے

باز نہ آنا کسی کام سے نہ رُکنا **ٹال مٹول کرنا** بہانے بنانا، تاخیر کرنا، ٹالنا **عزّت اُتارنا** عزّت خراب کرنا **ہاتھ صاف کرنا** قتل کرنا

زباندانی

(1) **مثال کے مطابق لکھیے :**

- غیرت — غیرت مند
- رضا — ....
- ضرورت — ....
- عقل — ....

(2) مثال کے مطابق لکھیے :

- سایہ — ہم سایہ
- نوا — ....
- شکل — ....
- راہ — ....

(3) مثال کے مطابق لکھیے:

- دست — دستگیر
- عالم — ....
- کف — ....
- راہ — ....

(4) تلفّظ :

- گ ۔ غ :

مندرجۂ ذیل الفاظ پڑھیں :

گیر ۔ گلی ۔ گوٹہ ۔ گرفتار ۔ گاتا ۔ گناہ

یادرہے 'گ' کی آواز حلق کے اوپر کے حصّے سے نکلتی ہے۔

مندرجۂ ذیل الفاظ پڑھیں :

غریب ۔ غیرت ۔ غصّہ ۔ غم ۔ غائب

یادرہے 'غ' کی آواز حلق کے نچلے حصّے سے نکلتی ہے۔

- کھ ۔ خ

مندرجۂ ذیل الفاظ پڑھیے :

کُھدائی ۔ کُھلا ۔ کھانا ۔ کِھلاڑی ۔ کھیل

یادرہے 'کھ' کی آواز حلق کے اوپر کے حصّے سے نکلتی ہے۔

مندرجۂ ذیل الفاظ کی آہستہ سے ادائیگی کریں :

خُدائی ۔ خوبصورت ۔ خانہ ۔ خط ۔ خیال ۔ خیر ۔ خیریت

یادرہے 'خ' کی آواز حلق کے نچلے حصّے سے نکلتی ہے۔

مشق

1. نیچے دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیے :

(1) مصنّف کو خوبصورت ٹوپی کس نے بنادی تھی ؟

(2) گھر میں گُھس کر کون تلوار نکال لایا ؟ کیوں ؟

(3) بیوی نے بے عزّتی سے بچنے کی کیا تدبیر بتائی ؟

(4) اُس گھر کی کل کائنات کیا تھی ؟

(5) اُس عورت پر شادیٔ مرگ کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ کیوں ؟

2. نیچے دیے ہوئے جملے کس نے کہے ہیں :

(1) ''قرضہ واجب ہے، مگر میں کیا کروں''۔

(2) ''لالہ جی! جہاں تم نے اتنے دِن صبر کیا دس پانچ روز اور صبر کر جاؤ۔''

(3) ''برسوں کا ناتواں اور روز کی ٹال مٹول۔ بھگوان جانے، ابھی تو خان صاحب کی عزّت اُتروائے لیتا ہوں۔''

(4) ''خدا کے لیے کیا غضب کر رہے ہو۔ یہی تمہارا غصّہ ہے تو پہلے مجھ پر اور بچّوں پر ہاتھ صاف کرو۔ کیونکہ تمہارے بعد ہمارا کہیں ٹھکانا نہیں۔''

(5) ''اب کوئی بھی چیز میرے پاس نہیں۔ ہاں لڑکی کے کانوں میں چاندی کی بالیاں ہیں۔ دیکھو جو اُن کو مِلا کر پوری پڑے۔''

خود آموزی

1. دیے ہوئے لفظوں میں سے جو لفظ صحیح ہیں اُن کے اطراف O کیجیے :

(1)	مرتبہ	مربتہ
(2)	خوبسورت	خوبصورت
(3)	بنیا	نبیا
(4)	خوشامد	خوسامد
(5)	اساسہ	اثاثہ
(6)	پیٹنا	پٹینا

.2 نیچے دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیے :

(1) مصنّف نے مسکین کے کوچے میں کیا ماجرا دیکھا ؟

(2) سرکاری پیادے بُوڑھی عورت کے میاں کو پکڑ کر کیوں لیے جا رہے تھے ؟

(3) بنیا کس بات پر رضامند ہوا ؟

(4) لڑکی کو حسرت سے روتا دیکھ کر مصنّف نے کیا سوچا ؟ اُنھوں نے کس طرح مدد کی؟

(5) بوڑھی عورت نے مصنف کو رحمت کا فرشتہ کیوں کہا ؟

.3 نیچے دیے ہوئے محاوروں کے معنی بتا کر جملوں میں استعمال کیجیے :

(1) باز نہ آنا (2) ٹال مٹول کرنا (3) عزّت اُتارنا

.4 ہدایت کے مطابق عمل کیجیے :

(1) آپ نے کسی کی مدد کی ہو ایسا کوئی واقعہ اپنے دوست سے بیان کریں۔

(2) اُس واقعہ کو مناسب طور پر ترتیب دیں۔

(3) اس واقعہ کو اسی ترتیب سے اپنی کاپی میں لکھیں۔

(4) اس تحریر کو اپنے دوستوں کے سامنے بآواز بلند پڑھیں۔

سرگرمی

- اسکول کی لائبریری سے اخلاقی کہانیاں تلاش کر کے پڑھیے۔

7 جب میں طالب علم تھا...

پیدائش : 1869ء ☆ وفات: 1948ء

یہ سبق گاندھی جی کی آپ بیتی ''تلاش حق'' کا ایک حصّہ ہے۔ اس میں گاندھی جی نے اپنی طالب علمی کے حالات لکھے ہیں۔ اس مضمون سے تم کو معلوم ہوگا کہ گاندھی جی لڑکپن ہی میں کتنے سچّے، ایماندار اور مضبوط ارادے کے انسان تھے۔

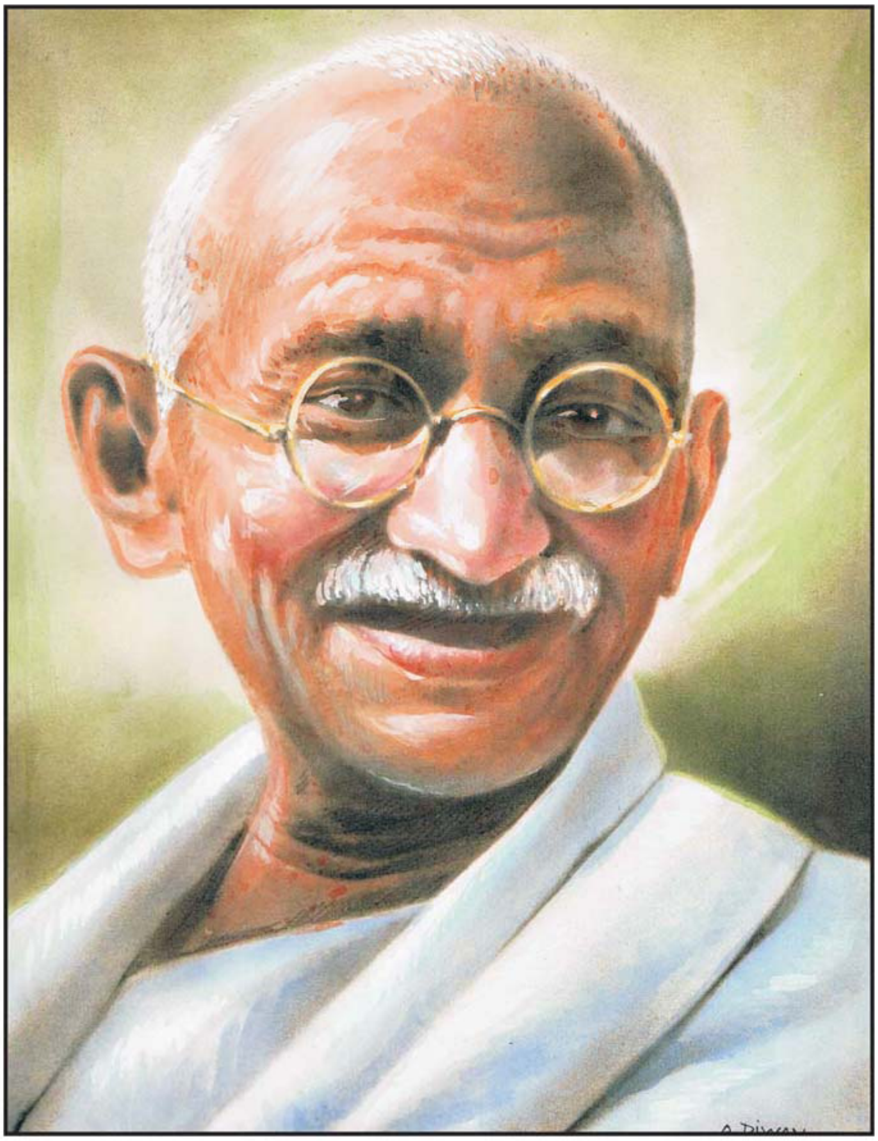

مجھے یہ تو یاد پڑتا ہے کہ میرا خیال اپنی قابلیت کے متعلق کچھ اچھا نہ تھا۔ مجھے انعام اور وظیفہ پا کر بہت تعجّب ہوا کرتا تھا۔ لیکن اپنے چال چلن کی دیکھ بھال میں بہت سختی سے کیا کرتا تھا۔ اس پر اگر خفیف سا دھبّہ بھی آ گیا تو میری آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے۔ جب میری کوئی حرکت والد یا استاد کے خیال میں قابل سرزنش ہوتی تو مجھے ایسا دکھ ہوتا کہ میں برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بار مجھے جسمانی سزا

دی گئی۔ سزا کی مجھے اتنی پرواہ نہ تھی جتنی اس بات کی تھی کہ میں سزا کا مستحق ٹھہرا۔ میں اس رنج میں بہت رویا۔ یہ اس زمانے کا ذکر ہے، جب میں پہلی یا دوسری جماعت میں تھا۔ ساتویں جماعت میں مجھے اس قسم کا ایک اور واقعہ پیش آیا۔ ان دنوں داراب جی ایڈل جیمی ہیڈ ماسٹر تھے، وہ ادب قاعدے میں بہت سخت اور اپنے اصول کے بڑے پابند تھے اور پڑھاتے بھی خوب تھے۔ اس لیے لڑکے ان سے خوش رہتے تھے۔ انہوں نے اونچی جماعت کے لڑکوں کے لیے کرکٹ اور جمناسٹک کو لازمی کردیا تھا۔ مجھے دونوں چیزیں ناپسند تھیں۔ میں کسی ورزش یا کرکٹ، فٹبال میں ان کے لازمی ہونے سے پہلے کبھی شریک نہیں ہوا تھا۔ اس علاحدگی کی جس کے بے جا ہونے کا مجھے اب احساس ہے، ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں جھینپتا تھا۔ ان دنوں میں اس خیال خام میں مبتلا تھا کہ جمناسٹک کو تعلیم سے کوئی تعلق نہیں۔ اب مجھ پر روشن ہوگیا کہ نصاب تعلیم میں جسمانی تربیت کا بھی اتنا ہی حصّہ ہونا چاہیے، جتنا دماغی تربیت کا۔

مگر ورزش میں شریک ہونے سے میری صحت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے کتابوں میں کھلی ہوا میں ٹہلنے کے فوائد پڑھے تھے اور یہ ہدایت مجھے پسند آ گئی تھی۔ اس لیے میں نے ٹہلنے کی عادت ڈالی تھی جو اب تک چلی جاتی ہے۔ پابندی سے ٹہلنے کی وجہ سے میرا جسم خاصا مضبوط ہوگیا۔

میں جمناسٹک کو اس لیے ناپسند کرتا تھا کہ مجھے اپنے والد کی تیمارداری کی دل سے خواہش تھی۔ اسکول کے بند ہوتے ہی میں سیدھا گھر پہنچتا اور ان کی خدمت میں مصروف ہوجاتا تھا۔ لازمی ورزش اس خدمت میں بھی حائل ہونے لگی۔ میں نے جیمی صاحب سے درخواست کی کہ مجھے جمناسٹک سے مستثنٰی کردیں تا کہ میں اپنے والد کی تیمارداری کرسکوں، مگر انہوں نے کچھ توجّہ نہ کی۔ ہر سنیچر کو صبح مدرسہ ہوا کرتا تھا۔ ایک سنیچر کو ایسا اتفاق ہوا کہ مجھے سہ پہر کو چار بجے جمناسٹک کرنے گھر سے اسکول جانا تھا۔ میرے پاس گھڑی نہیں تھی، اور بادل کے سبب وقت کا اندازہ غلط ہوا۔ جب میں اسکول پہنچا تو دیکھا سب لڑکے جا چکے ہیں۔ دوسرے دن جیمی صاحب نے حاضری کا رجسٹر دیکھا تو مجھے غیر حاضر پایا۔ جب مجھ سے انہوں نے غیر حاضری کا سبب پوچھا تو میں نے سارا واقعہ بیان کیا۔ انہیں میری بات کا یقین نہ آیا اور انہوں نے مجھ پر ایک آنہ یا دو آنے (مجھے ٹھیک سے یاد نہیں) جرمانہ کردیا۔ مجھ پر جھوٹ کا الزام! اس بات سے مجھے بہت دکھ پہنچا۔ میں اپنی بے گناہی کیسے ثابت کرتا اور کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ مجھے معلوم ہوا کہ سچّے کو چوکس بھی رہنا چاہیے۔ اسکول میں میری غفلت کی یہ پہلی مثال تھی اور آخری بھی یہی تھی۔ مجھے کچھ دھندلا سا خیال ہے کہ آخر میں میں نے جرمانہ معاف کرالیا۔ میں ورزش سے مستثنٰی کردیا گیا۔ کیوں کہ خود میرے والد نے ہیڈ ماسٹر کو لکھا کہ انہیں مدرسہ کے وقت کے بعد گھر پر میری ضرورت ہوتی ہے۔

ورزش میں غفلت کرنے سے تو مجھے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ لیکن ایک اور غفلت کی سزا میں اب تک بھگت رہا ہوں۔ خدا جانے میرے دماغ میں یہ خیال کہاں سے آ گیا کہ خط اچّھا ہونا تعلیم کا کوئی ضروری جز نہیں۔ لیکن اتنا جانتا ہوں کہ انگلستان جانے تک میں اس خیال پر قائم رہا۔ آگے چل کر خصوصاً جنوبی افریقہ میں جب میں نے وہاں کے وکیلوں اور خاص کر وہاں کے رہنے والے نوجوانوں کا خوب صورت خط دیکھا تو مجھے بڑی شرم آئی اور اپنی غفلت پر بہت پچھتایا۔ مجھے علم ہوگیا کہ برے خط کو ناقص تعلیم کی علامت سمجھنا چاہیے۔ میں نے اپنے خط درست کرنے کی کوشش کی لیکن وقت گزر چکا تھا۔ لڑکپن کی غفلت کی کبھی تلافی نہ ہوسکی۔ ہر نوجوان مرد اور عورت کو میری مثال سے عبرت حاصل کرنی

چاہیے اور یہ مان لینا چاہیے کہ اچھا خط تعلیم کا لازمی جُز ہے۔ اب میری رائے ہے کہ بچّوں کو لکھنا سکھانے سے پہلے ڈرائنگ سکھانا چاہیے۔ وہ حرفوں کو مشاہدے سے بھی اچّھی طرح پہچانیں جیسے چیزوں کو مثلاً چڑیوں، پھولوں وغیرہ کو پہچانتے ہیں، اور لکھنا اس وقت سیکھیں جب انھیں چیزوں کی تصویر بنانی آجائے۔ تب ان کا خط خوبصورت ہوگا۔

مجھے اسکول کے زمانے کی جو باتیں یاد ہیں ان میں دو اور قابل ذکر ہیں۔ میں نے اپنی شادی کے سبب ایک سال ضائع کر دیا تھا اور میرے استاد کی خواہش تھی کہ میں اس کی تلافی میں ایک سال میں دو درجے بڑھا دیا جاؤں۔ یہ رعایت عموماً محنتی لڑکوں کے ساتھ کی جاتی ہے۔ اس لیے میں تیسرے درجہ میں صرف چھ مہینے رہا اور ششماہی امتحان پاس کرکے جس کے بعد گرمیوں کی چھٹّی ہوتی ہے، چوتھے درجے میں چڑھایا گیا۔ اس درجے میں اکثر مضمون انگریزی میں پڑھائے جاتے تھے۔ میں بدحواس ہوگیا۔ اقلیدس بالکل نیا مضمون تھا، جس میں میں کمزور تھا، اور چونکہ پڑھائی انگریزی میں ہوتی تھی اس لیے اور بھی دقّت تھی۔ استاد اپنے مضمون کو خوب پڑھاتے تھے مگر میری سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا۔ اکثر میرا دل چھوٹ جاتا تھا اور میں سوچتا تھا کہ پھر تیسرے درجے میں چلا جاؤں۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دو سال کی پڑھائی ایک سال میں سمیٹنا میرے بس کی بات نہیں۔ مگر اس میں نہ صرف میری ذلّت تھی بلکہ میرے استاد کی بھی سبکی ہوتی تھی۔ کیوں کہ انہوں نے میری محنت پر بھروسہ کرکے میری ترقّی کی سفارش کی تھی۔ اس دوہری ذلّت کے خوف سے میں میدان میں جمارہا۔ آخر جب میں بڑی کوششوں سے اقلیدس کی تیرھویں شکل تک پہنچا تو مجھ پر یک بہ یک یہ حقیقت کھل گئی کہ یہ مضمون بالکل سہل اور سادہ ہے۔ جس مضمون میں انسان کو محض اپنی سمجھ سے کام لینا ہو وہ ہرگز مشکل نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد سے ہمیشہ اقلیدس مجھے سہل بھی معلوم ہوئی اور دلچسپ بھی۔

البتّہ سنسکرت ذرا ٹیڑھی کھیر تھی۔ اقلیدس میں کوئی چیز زبانی یاد کرنے کی نہ تھی، اور سنسکرت میں میں سمجھتا تھا کہ سب کچھ حفظ کرنا پڑتا ہے۔ یہ مضمون بھی چوتھے درجے سے شروع ہوتا تھا۔ چھٹے درجے میں پہنچ کر میری ہمّت نے جواب دے دیا۔ جو استاد اس مضمون کو پڑھاتے تھے وہ کام لینے میں بہت سخت تھے اور مجھے معلوم ہوتا تھا کہ وہ لڑکوں پر بڑا جبر کرتے تھے۔ سنسکرت اور فارسی کے استادوں میں باہم ایک طرح کی رقابت تھی۔ فارسی کے استاد لڑکوں کے ساتھ نرمی کرتے تھے۔ لڑکے آپس میں باتیں کرتے تھے کہ فارسی بہت آسان ہے، اور فارسی کے استاد بڑے اچّھے آدمی ہیں اور طالب علموں کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ اس آسانی نے مجھے لبھا لیا۔ اور ایک دن میں فارسی کی جماعت میں جا بیٹھا۔ سنسکرت کے استاد کو اس سے رنج پہنچا۔ انھوں نے بلا کر کہا۔ ''تم یہ بھول گئے کہ تم ویشنو باپ کے بیٹے ہو۔ اپنے مذہب کی زبان نہیں پڑھوگے؟ اگر تمھیں کوئی مشکل نظر آتی ہے تو میرے پاس آکر کیوں نہیں پوچھتے؟ میں تم سب طالب علموں کو سنسکرت پڑھانے میں مقدور بھر کوشش کرتا ہوں۔ جب تم آگے بڑھوگے تو اس میں بڑی دلچسپ چیزیں نظر آئیں گی۔ دیکھو ہمّت نہ ہارو، آؤ، پھر سے سنسکرت کی جماعت میں شریک ہوجاؤ۔'' اس مہربانی نے مجھے شرمندہ کر دیا۔ بھلا کیسے ممکن تھا کہ مجھے استاد کی اس محبّت کا لحاظ نہ ہو۔ اب میں کرشن شنکر پانڈیا کو ہمیشہ شکرگزاری کے ساتھ یاد کرتا ہوں۔ کیوں کہ جو تھوڑی بہت سنسکرت میں نے اس زمانے میں سیکھ لی، اگر وہ نہ سیکھتا تو ہندو دھرم کی مقدّس کتابوں میں میرا جی مشکل سے لگتا۔ بلکہ مجھے افسوس ہے کہ میں نے اس سے زیادہ استعداد حاصل نہیں کی، کیوں کہ اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ ہر ہندو لڑکے اور لڑکی کو سنسکرت اچّھی طرح جاننا چاہیے۔

الفاظ ومعانی

وظیفہ وہ رقم جو طالبِ علم کو اُس کے تعلیمی اخراجات کے لیے دی جائے۔ **خفیف** چھوٹا سا **تیمارداری** بیمار کی خدمت **مستثنٰی** علاحدہ **حائل** رُکاوٹ **جُز** حصّہ **ناقص** جس میں نُقص ہو **علامت** نشانی **تلافی** بھرپائی **عبرت** نصیحت **ضائع** برباد **سُبکی** بے عزتی **سہل** آسان **جبر** سختی **رقابت** جلن **باہم** آپس میں **مقدور بھر** طاقت کے مطابق **استعداد** قابلیت **اقلیدس** علم ہندسہ کی کنجی، ریاضی اور ہندسہ کا علم۔

محاورے

بدحواس ہونا گھبرا جانا **ٹیڑھی کھیر ہونا** مشکل کام ہونا

زباندانی

.1 نیچے دیے ہوئے جملے پڑھیے:

(1) لڑکیاں کھیل رہی ہیں۔
(2) ہم بمبئی جائیں گے۔
(3) حامد پڑھ رہا تھا۔
(4) آپ ضرور کامیاب ہوں گے۔
(5) محمود لکھتا ہے۔
(6) میں نے خط لکھا تھا۔

مندرجہ بالا جملوں میں کچھ فعل (کام) ہو رہے ہیں، کچھ فعل ہو چکے ہیں اور کچھ فعل بعد میں ہوں گے۔

- وہ فعل جو موجودہ زمانہ میں کیا جا رہا ہو اُسے **فعلِ حال** کہتے ہیں۔ جیسے، لڑکیاں کھیل رہی ہیں۔
- وہ فعل جو گذرے ہوئے زمانے میں کیا گیا ہو اُسے **فعلِ ماضی** کہا جاتا ہے۔ مثلاً: حامد پڑھ رہا تھا۔
- وہ فعل جو آنے والے زمانے میں کیا جائے گا اُسے **فعلِ مستقبل** کہا جاتا ہے۔ مثلاً: ہم بمبئی جائیں گے۔

.2 چھٹی جماعت میں صفت کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ مندرجۂ ذیل جملے غور سے پڑھیے:

- انور ہنس مکھ لڑکا ہے۔
- سڑک پر سے ایک اپاہج جا رہا تھا۔
- لوہا ٹھوس ہوتا ہے۔

خط کشیدہ لفظ صفت ظاہر کرتے ہیں۔ اِس صفت کو **صفتِ ذاتی** کہتے ہیں۔ صفتِ ذاتی وہ صفت ہے جس سے کسی وصف کا ذات میں

شامل ہونا پایا جائے۔ یہ وصف اُس شخص یا چیز کی اندرونی حالت یا کیفیت کو بھی ظاہر کرتا ہے۔
جیسے، اپاہج، ٹھوس، ہنس مکھ، بیوقوف، ہونہار، موٹا وغیرہ۔

مشق

1. سوالوں کے جواب لکھیے:

(1) گاندھی جی کس چیز کی دیکھ بھال سختی سے کیا کرتے تھے؟
(2) گاندھی جی کو کب بہت دکھ ہوتا تھا؟
(3) گاندھی جی کو ساتویں جماعت میں کیا واقعہ پیش آیا؟
(4) بدخطی کے بارے میں گاندھی جی کا کیا خیال ہے؟
(5) آپ کو گاندھی جی کی زندگی سے کیا سبق ملتا ہے؟

خود آموزی

1. وجہ بتایئے:

(1) گاندھی جی کو کرکٹ، جمناسٹک ناپسند تھے۔
(2) گاندھی جی ورزش سے چھٹکارا پا گئے۔
(3) گاندھی جی اپنے سنسکرت کے استاد کی تعریف کرتے ہیں۔

2. جمع لکھیے:

(1) خیال - ....
(2) واقعہ - ....
(3) نقصان - ....
(4) سبق - ....
(5) وقت - ....
(6) سبب - ....
(7) فائدہ - ....

3. پانچ قومی رہنماؤں کے نام لکھیے:

(1) .... (2) .... (3) ....
(4) .... (5) ....

4. نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

(1) بدحواس ہونا (2) تیمارداری (3) ناقص

(4) رقابت (5) عبرت

5. اپنے پسندیدہ پانچ شوق لکھیے:

(1) .... (2) .... (3) ....

(4) .... (5) ....

6. صحیح تلفّظ سے پڑھیے:

وظیفہ	خفیف	سرزنش	برداشت	سزا
مستحق	خوش	ورزش	علاحدگی	روشن
صحت	مستثنیٰ	اندازہ	کوشش	ششماہی

7. لفظ بنائیے:

ک	ب	ٹ	و	م
ت	ا	ج	ق	ا
ا	ت	ب	ت	س
ب	ع	ل	م	ٹ
و	ر	ز	ش	ر

1. جب
2. ....
3. ....
4. ....
5. ....

سرگرمی

- قومی رہنماؤں کی تصویریں جمع کر کے البم بنائیے۔
- گاندھی جی کے تین بندروں کی تصویر حاصل کیجیے۔
- گاندھی جی کی زندگی کے واقعات تلاش کر کے مطالعہ کیجیے۔
- کُھلی ہوا میں ٹہلنے کی عادت ڈالیے۔

8 عِیدُ الفطر

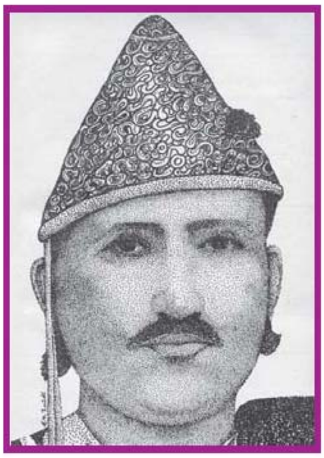

نظیر اکبر آبادی (پیدائش: 1830ء ☆ وفات: 1917ء)

ولی محمد نام اور نظیر تخلّص ہے۔ دہلی میں پیدا ہوئے۔ عین عالمِ شباب میں اپنی ماں کو لے کر آگرہ (اکبر آباد) چلے آئے اور اکبر آبادی کہلائے۔ ساری عمر اکبر آباد ہی میں گزار دی۔ پیشہ معلّمی تھا۔

نظیر نے اپنے گرد و پیش کے ماحول کو کھلی آنکھوں سے دیکھا اور زندگی کے ہنگاموں میں پوری طرح شریک رہے۔ زندگی کے انہی ہنگاموں کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ انہوں نے میلوں، تہواروں، موسموں، پھلوں اور اصل زندگی سے متعلق نظمیں کہی ہیں۔ ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے اور بلا امتیاز خاص و عام ہر ایک کا یکساں احترام کرتے تھے۔ اِس نظم میں 'عید الفطر' کی منظر کشی کی گئی ہے۔

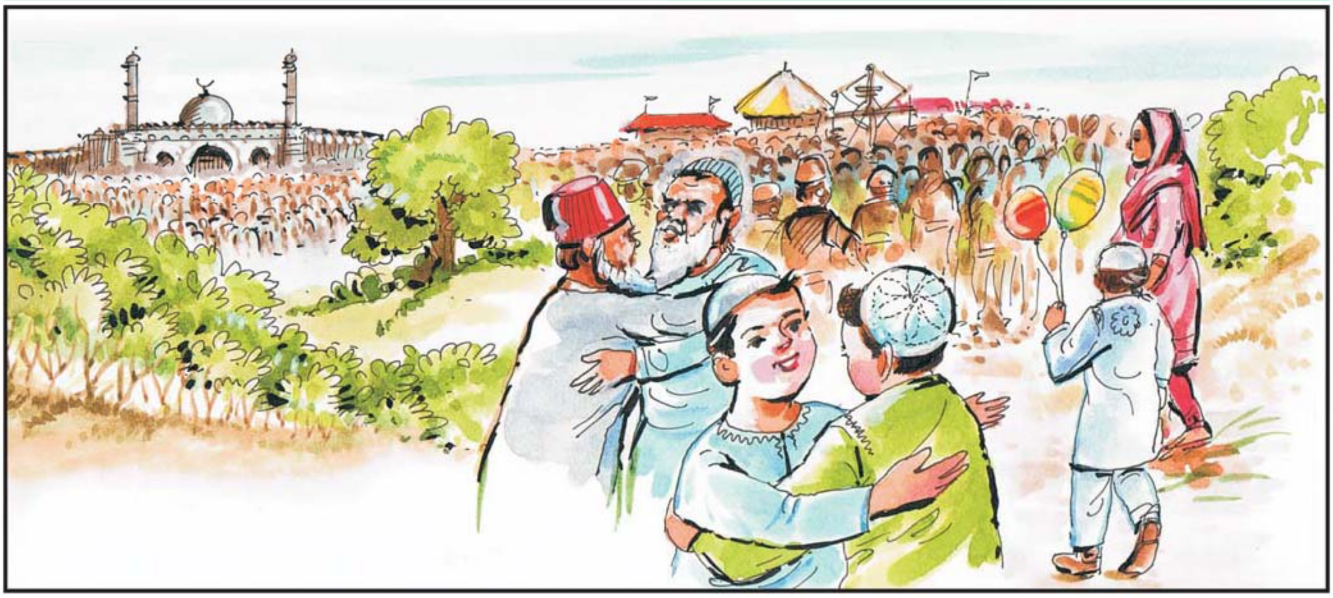

ہے عابدوں کو طاعت و تجرید کی خوشی — اور زاہدوں کو زُہد کی تمہید کی خوشی
رند عاشقوں کو ہے کئی اُمّید کی خوشی — کچھ دل بروں کے وصل کی، کچھ دید کی خوشی

ایسی نہ شب برات، نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اِس عید کی خوشی

روزے کی خشکیوں سے جو ہیں زرد زرد گال — خوش ہوگئے وہ دیکھتے ہی عید کا ہلال
پوشاکیں تن میں زرد، سنہری، سفید، لال — دل کیا کہ ہنس رہا ہے پڑا تن کا بال بال

ایسی نہ شب برات، نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اِس عید کی خوشی

پچھلے پہر سے اُٹھ کے نہانے کی دھوم ہے　　　شیر وشکر سویّاں پکانے کی دھوم ہے
پیر وجواں کو نعمتیں کھانے کی دھوم ہے　　　لڑکوں کو عیدگاہ کے جانے کی دھوم ہے

ایسی نہ شب برات، نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اِس عید کی خوشی

کوئی تو مست پھرتا ہے جامِ شراب سے　　　کوئی پکارتا ہے کہ چھوٹے عذاب سے
کلّا کسی کا پھولا ہے لڈّو کی چاب سے　　　چٹکاریں جی میں بھرتے ہیں نان وکباب سے

ایسی نہ شب برات، نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اِس عید کی خوشی

کیا ہی معانقے کی مچی ہے اُلٹ پلٹ　　　ملتے ہیں دوڑ دوڑ کے باہم جھپٹ جھپٹ
پھرتے ہیں دلبروں کے بھی گلیوں میں غَٹ کے غَٹ　　　عاشق مزے اُڑاتے ہیں ہر دم لپٹ لپٹ

ایسی نہ شب برات، نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اِس عید کی خوشی

کاجل، حِنا، غضب مِسّی وپان کی دھڑی　　　پشوازیں سُرخ، سوسنی، لاہی کی پُھل جھڑی
کُرتی کبھی دِکھا، کبھی اَنگیا کسی کڑی　　　کہہ "عید عید" لُوٹے ہیں دل کو گھڑی گھڑی

ایسی نہ شب برات، نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اِس عید کی خوشی

جو جو کہ اُن کے حُسن کی رکھتے ہیں دل سے چاہ　　　جاتے ہیں اُن کے ساتھ لگے تا بہ عید گاہ
توپوں کے شور، اور دوگانوں کی رسم و راہ　　　میانے، کھلونے، سیر، مزے، عیش، واہ واہ

ایسی نہ شب برات، نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اِس عید کی خوشی

روزوں کی سختیوں میں نہ ہوتے اگر اسیر　　　تو ایسی عید کی نہ خوشی ہوتی دل پذیر
سب شاد ہیں، گدا سے لگا شاہ تا وزیر　　　دیکھا جو ہم نے خوب، تو سچ ہے میاں نظیؔر

ایسی نہ شب برات، نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اِس عید کی خوشی

الفاظ ومعانی

عابد عبادت کرنے والا **طاعت** عبادت، بندگی **تجرید** ایک چیز کو دوسری چیز سے جدا کرنا۔ **زاہد** پرہیزگار **رِند** شرابی **وصل** مِلنا **دید** نگاہ، نظر، دیکھا ہوا **ہلال** پہلی رات کا چاند **شِیر** دودھ **نان** روٹی **مُعانِقہ** بغل گیر ہونا، گلے ملنا **پشواز** عورتوں کی ایک گھیردار پوشاک **مِسّی** ایک قسم کا منجن جسے عورتیں بطور سنگار استعمال کرتی ہیں۔ **سوسنی** آسمانی، نیلا رنگ **لاہی** ایک قِسم کا ریشمی کپڑا **اسیر** قیدی **دل پذیر** پسندیدہ **شاد** خوش، مسرور **گدا** فقیر، بھکاری **شاہ** بادشاہ، سلطان

زباندانی

☆ نیچے دیے ہوئے جملے پڑھیے اور خط کشیدہ لفظوں پر غور کیجیے:

- اس حوض میں پانی کم ہے۔
- دوسرا لڑکا بولا: آدھا کام میرے سُپرد کردو۔
- اس سال فصل اچھی ہونے سے دوگنا نفع ہوا۔
- ہمارے گاؤں کی ایک تہائی آبادی غریب ہے۔
- کچھ لوگ بات کا بتنگڑ بناتے ہیں۔

خط کشیدہ الفاظ پر غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام الفاظ کسی نہ کسی چیز کی مقدار ظاہر کرتے ہیں۔ وہ صفت جس سے شے کی مقدار ظاہر ہو اُسے **صفتِ مقداری** کہتے ہیں۔

مشق

.1 سوالات کے جوابات لکھیے:

(1) عابدوں اور زاہدوں کو کس بات کی خوشی ہے؟

(2) پچھلے پہر کس چیز کی دھوم ہے؟

(3) ''معانقے'' سے کیا مراد ہے؟

(4) عورتوں نے کیسی پوشاکیں پہنی ہیں؟

(5) عید کی سچّی خوشی کس کو ہے؟

خودآموزی

.1 آسان زبان میں سمجھائیے:

(1) روزے کی خشکیوں سے جو ہیں زرد زرد گال
خوش ہوگئے وہ دیکھتے ہی عید کا ہلال

(2) ایسی نہ شب برات، نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اِس عید کی خوشی

(3) پچھلے پہر سے اٹھ کے نہانے کی دھوم ہے
شیر وشکر سویّاں پکانے کی دھوم ہے

2. نظم میں سے مثال کے مطابق الفاظ تلاش کر کے لکھیے :

مثال : شاہ وگدا

(1) .... (2) .... (3) ....

(4) .... (5) .... (6) ....

3. نظم کے بند مکمل کیجیے :

(1) روزے کی خشکیوں سے ....

....

....

....پڑا تن کا بال بال

(2) کاجل، حِنا، غضب ....

....

....

....دل کو گھڑی گھڑی

سرگرمی

- اِس نظم کو زبانی یاد کیجیے۔
- عیدالفطر کی منظر کشی کیجیے۔
- عیدالفطر پر مضمون لکھیے۔

9 سویرے جو کل آنکھ میری کھلی

پطرس

پیدائش: 1898ء ☆ وفات: 1958ء

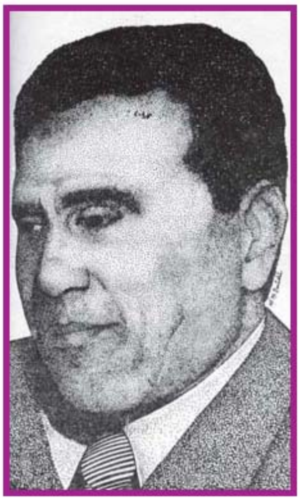

پطرس کا اصلی نام احمد شاہ بخاری تھا۔ پطرس 1898ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پیشاور میں حاصل کرنے کے بعد بی.اے. کی تعلیم گورنمنٹ کالج لاہور میں پائی۔ تکمیلِ تعلیم کے لیے انگلستان گئے اور وطن واپسی کے بعد انگریزی کے پروفیسر ہوگئے۔ آپ کا انتقال 1958ء میں نیویارک میں ہوا۔ اردو طنز ومزاح میں پطرس کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ (پطرس نے یوں تو بہت کم لکھا ہے لیکن جو کچھ لکھا ہے وہ اردو کے مزاحیہ ادب کی جان ہے۔) ''سویرے جو کل آنکھ میری کھلی'' مضمون میں صبح جلد اٹھنا کس قدر مشکل ہے اور پھر اٹھ کر پڑھائی کرنا اور بھی زیادہ مشکل ہے۔ اِن تمام باتوں کو پطرس نے نہایت مزاحیہ انداز میں پیش کیا ہے۔

گیدڑ کی موت آتی ہے تو شہر کی طرف دوڑتا ہے۔ ہماری جو شامت آئی تو ایک دن اپنے پڑوسی لالہ کرپا شنکر جی برہمچاری سے برسبیل تذکرہ کہہ بیٹھے کہ لالہ جی امتحان کے دن قریب آتے جاتے ہیں۔ آپ سحر خیز ہیں۔ ذرا ہمیں بھی صبح جگادیا کیجیے۔

وہ حضرت بھی معلوم ہوتا ہے نفلوں کے بھوکے بیٹھے تھے۔ دوسرے دن اٹھتے ہی انھوں نے ایشور کا نام لے کر ہمارے دروازے پر مکابازی شروع کردی۔ کچھ دیر تک تو ہم سمجھے کہ عالمِ خواب ہے۔ ابھی سے کیا فکر۔ جاگیں گے تو لاحول پڑھ لیں گے، لیکن یہ گولہ باری لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی گئی۔ اور صاحب جب کمرے کی چوبی دیواریں لرزنے لگیں۔ صراحی پر رکھا ہوا گلاس جلترنگ کی طرح بجنے لگا۔ اور دیوار پر لٹکا ہوا کلنڈر پنڈولم کی طرح ہلنے لگا تو بیداری کا قائل ہونا ہی پڑا۔ مگر اب دروازہ ہے کہ لگاتار کھٹکھٹایا جارہا ہے۔ میں کیا میرے آباؤ اجداد کی روحیں

اور میری قسمت خوابیدہ تک جاگ اٹھی ہوگی۔ بہتیرا آوازیں دیتا ہوں....''اچھا.....اچھا!........تھینک یو!........جاگ گیا ہوں......بہت اچھا! نوازش ہے!''۔ آپ جناب ہیں کہ سنتے ہی نہیں۔ خدایا کس آفت کا سامنا ہے؟ یہ سوتے کو جگارہے ہیں یا مردے کو جلا رہے ہیں! اور حضرت عیسٰی بھی تو بس واجبی طور پر ہلکی سی آواز میں ''قم'' کہہ دیا کرتے ہوں گے۔ زندہ ہوگیا تو ہوگیا۔نہیں تو چھوڑ دیا۔کوئی مردے کے پیچھے لٹھ لے کے پڑجایا کرتے تھے۔ توپیں تھوڑی داغا کرتے تھے؟ یہ تو ہم سے بھلا کیسے ہوسکتا تھا کہ اٹھ کر دروازے کی چٹخنی کھول دیتے۔ پیشتر اس کے کہ بستر سے باہر نکلیں دل کو جس قدر سمجھانا بجھانا پڑتا ہے۔ اس کا اندازہ کچھ اہلِ ذوق ہی لگا سکتے ہیں۔ آخرکار جب لیمپ جلایا۔ اور ان کو باہر سے روشنی نظر آئی تو طوفان تھما۔

اب جو ہم کھڑکی میں سے آسمان کو دیکھتے ہیں تو جناب ستارے ہیں کہ جگمگا رہے ہیں! سوچا آج پتہ چلائیں گے۔ یہ سورج آخر کس طرح سے نکلتا ہے۔ لیکن جب گھوم گھوم کر کھڑکی میں سے اور روشندان میں سے چاروں طرف دیکھا اور بزرگوں سے صبح کاذب کی جتنی نشانیاں سنی تھیں۔ ان میں سے ایک بھی کہیں نظر نہ آئی تو فکر سا لگ گیا۔ کہ آج کہیں سورج گرہن نہ ہو۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا تو پڑوسی کو آواز دی: ''لالہ جی.....لالہ جی''

جواب آیا: 'ہوں''

میں نے کہا: ''آج یہ کیا بات ہے۔ کچھ اندھیرا اندھیرا سا ہے؟''

کہنے لگے: ''تو اور کیا تین بجے ہی سورج نکل آئے؟''

تین بجے کا نام سن کر ہوش گم ہوگئے۔ چونک کر پوچھا: ''کیا کہا تم نے، تین بجے ہیں؟''

کہنے لگے: ''تین......تو......نہیں......کچھ سات.......ساڑھے سات...منٹ اوپر تین ہیں۔''

میں نے کہا: ''ارے کم بخت، خدائی فوجدار، بدتمیز کہیں کے، میں نے تجھ سے یہ کہا تھا کہ صبح جگا دینا یا یہ کہا تھا کہ سرے سے سونے ہی دینا؟ تین بجے جاگنا بھی کوئی شرافت ہے؟ ہمیں تو نے کوئی ریلوے گارڈ سمجھ رکھا ہے۔ تین بجے ہم اٹھ سکا کرتے تو اس وقت دادا جان کے منظورِ نظر نہ ہوتے۔ ابے احمق کہیں کے تین بجے اٹھ کر ہم زندہ رہ سکتے ہیں۔ امیر زادے ہیں۔ کوئی مذاق ہے؟ لاحول ولا قوۃ''۔

دل تو چاہتا تھا کہ عدم تشدد وشدّد کو خیرباد کہہ دوں۔ لیکن پھر خیال آیا کہ بنی نوع انسان کی اصلاح کا ٹھیکہ کوئی ہمیں نے لے رکھا ہے۔ ہمیں اپنے کام سے غرض۔ لیمپ بجھایا اور بڑبڑاتے ہوئے پھر سو گئے۔

اور پھر حسبِ معمول نہایت اطمینان کے ساتھ بھلے آدمیوں کی طرح اپنے دس بجے اٹھے۔ بارہ بجے منہ ہاتھ دھویا اور چار بجے چائے پی کر ٹھنڈی سڑک سیر کو نکل گئے۔

شام کو واپس ہوسٹل میں وارد ہوئے۔ جوشِ شباب تو ہے ہی۔ اس پر شام کا رُومان انگیز وقت۔ ہوا بھی نہایت لطیف تھی۔ طبیعت بھی ذرا

مچلی ہوئی تھی۔ ہم ذرا ترنگ میں گاتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے کہ

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے

کہ اتنے میں پڑوسی کی آواز آئی: ''مسٹر''!

ہم اس وقت ذرا چٹکی بجانے لگے تھے۔ بس انگلیاں وہیں پر رُک گئیں اور کان آواز کی طرف لگ گئے۔ ارشاد ہوا: ''یہ آپ گا رہے ہیں؟'' (زور ''آپ'' پر)۔

میں نے کہا: ''اجی میں کس لائق ہوں۔ لیکن خیر فرمائیے؟''

بولے: ''ذرا...... وہ میں...... میں ڈسٹرب ہوتا ہوں''۔

بس صاحب۔ ہم میں جو موسیقیت کی روح پیدا ہوئی تھی فوراً مرگئی۔ دل نے کہا: ''او نابکار انسان دیکھ! پڑھنے والے یوں پڑھتے ہیں''۔ صاحب۔ خدا کے حضور میں گڑگڑا کر دعا مانگی کہ ''خدایا ہم بھی اب باقاعدہ مطالعہ شروع کرنے والے ہیں۔ ہماری مدد کر اور ہمیں ہمت دے۔''

آنسو پونچھ کر اور دل کو مضبوط کر کے میز کے سامنے آبیٹھے۔ دانت بھینچ لیے۔ نکٹائی کھول دی۔ آستینیں چڑھا لیں لیکن کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کریں کیا؟ سامنے سرخ، سبز، زرد، سبھی قسم کی کتابوں کا انبار لگا تھا۔ اب ان میں سے کون سی پڑھیں؟ فیصلہ یہ ہوا کہ پہلے کتابوں کو ترتیب سے میز پر لگا دیں۔ کہ باقاعدہ مطالعہ کی پہلی منزل یہی ہے۔

بڑی تقطیع کی کتابوں کو علاحدہ رکھ دیا۔ چھوٹی تقطیع کی کتابوں کو سائز کے مطابق الگ قطار میں کھڑا کر دیا۔ ایک نوٹ پیپر پر ہر کتاب کے صفحوں کی تعداد لکھ کر سب کو جمع کیا۔ پھر 15 اپریل تک کے دن گنے۔ صفحوں کی تعداد کو دنوں کی تعداد پر تقسیم کیا۔ ساڑھے پانسو جواب آیا۔ لیکن اضطراب کی کیا مجال جو چہرے پر ظاہر ہونے پائے۔ دل میں کچھ تھوڑا سا پچھتائے کہ صبح تین ہی بجے کیوں نہ اٹھ بیٹھے۔ لیکن کم خوابی کے طبی پہلو پر غور کیا تو فوراً اپنے آپ کو ملامت کی۔ آخرکار اس نتیجے پر پہنچے کہ تین بجے اٹھنا تو لغویات ہے۔ البتہ پانچ۔ چھ۔ سات بجے کے قریب اٹھنا نہایت معقول ہوگا۔ صحت بھی قائم رہے گی اور امتحان کی تیاری بھی باقاعدہ ہوگی۔ ہم خرما و ہم ثواب۔

یہ تو ہم جانتے ہی ہیں کہ سویرے اٹھنا ہو تو جلدی ہی سو جانا چاہیے۔ کھانا باہر ہی سے کھا آئے تھے۔ بستر میں داخل ہو گئے۔

چلتے چلتے خیال آیا کہ لالہ جی سے جگانے کے لیے کہہ ہی نہ دیں؟ یوں ہماری اپنی قوت ارادی کافی زبردست ہے۔ جب چاہیں اُٹھ سکتے ہیں۔ لیکن پھر بھی کیا حرج ہے؟ ڈرتے ڈرتے آواز دی: ''لالہ جی''۔

اُنہوں نے پتھر کھینچ مارا: ''یس''

ہم اور بھی سہم گئے۔ کہ لالہ جی کچھ ناراض معلوم ہوتے ہیں۔ تتلا کے درخواست کی کہ ''لالہ جی صبح آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔ کل اگر ذرا مجھے چھ بجے یعنی جس وقت چھ بجیں........؟''

جواب ندارد۔

میں نے پھر کہا: ''جب چھ بج چکیں تو......سنا آپ نے؟'' چپ۔

''لالہ جی''

کڑکتی ہوئی آواز نے جواب دیا:''سن لیا۔ چھ بجے جگادوں گا۔تھری گاما پلس فور ایلفا پلس......''

ہم نے کہا: ''ب۔ب۔ب۔ بہت اچھا۔ یہ بات ہے''

توبہ۔خدا کسی کا محتاج نہ کرے۔

لالہ جی بہت شریف آدمی ہیں۔ اپنے وعدے کے مطابق دوسرے دن صبح چھ بجے انھوں نے دروازے پر گھونسوں کی بارش شروع کردی۔ ان کا جگانا تو محض ایک سہارا تھا۔ ہم خود ہی انتظار میں تھے کہ یہ خواب ختم ہولے تو بس جاگتے ہیں۔ وہ نہ جگاتے تو میں خود ایک منٹ کے بعد آنکھیں کھول دیتا۔ بہرصورت جیسا کہ میرا فرض تھا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ انھوں نے اسے اس شکل میں قبول کیا کہ گولہ باری بند کردی۔

اس کے بعد کے واقعات ذرا بحث طلب سے ہیں۔ اور ان کے متعلق روایات میں کسی قدر اختلاف ہے۔ بہر حال اس بات کا تو مجھے یقین ہے اور میں قسم بھی کھا سکتا ہوں کہ آنکھیں میں نے کھول دی تھیں۔ پھر یہ بھی یاد ہے کہ ایک نیک اور سچے مسلمان کی طرح کلمہ شہادت بھی پڑھا۔ پھر یہ بھی یاد ہے کہ اٹھنے سے پیشتر دیباچے کے طور پر ایک آدھ کروٹ بھی لی۔ پھر کا پتہ نہیں۔ شاید لحاف اوپر سے اتار دیا۔ شاید سر اس میں لپیٹ دیا۔ یا شاید کھانسا۔ کہ خدا جانے خراٹا لیا۔ خیر یہ تو یقینی امر ہے کہ دس بجے ہم بالکل جاگ رہے تھے۔ لیکن لالہ جی کے جگانے کے بعد اور دس بجے سے پیشتر خدا جانے ہم پڑھ رہے تھے یا سو رہے تھے۔

الفاظ ومعانی

شامت بدفالی، بدشگونی **بَرسبیلِ تذکرہ** تذکرہ کے طور پر **سحر خیز** صبح سویرے سوکر اُٹھنے والا **چوبی** لکڑی کا **آباء واجداد** باپ دادا **نوازش** مہربانی **قُم** اُٹھ کھڑا ہو **عدمِ تشدّد** سختی اور زیادتی کو چھوڑنا، اہنسا **صبحِ کاذب** وہ سفیدی جو رات کے آخری حصّہ میں صبح صادق سے پہلے آسمان کے مشرقی کنارے پر ظاہر ہوتی ہے اور تھوڑی دیر بعد غائب ہوجاتی ہے، صبح صادق کی ضِد۔ **خیر باد کہنا** چھوڑ دینا **حسبِ معمول** روز مرّہ کی عادت کے مطابق۔ **نابکار** بے کار **تقطیع** (لفظی معنی ٹکڑا) مراد کتاب کا سائز **لغو** بیہودہ، بکواس، (جمع: لغویات) **ممنون** شکرگزار **پیشتر** پہلے

زباندانی

☆ ذیل کے جملوں کا موازنہ کیجیے:

الف	ب
1. وہاں ایک لڑکا کھڑا تھا۔	وہ قطار میں پہلا لڑکا تھا۔
2. دو لڑکیاں کھیل رہی ہیں۔	میرا دوسرا نمبر تھا۔
3. ٹیبل پر تین آم تھے۔	ہماری ٹیم تیسرے نمبر پر رہی۔

اوپر دیے گئے جملوں میں خط کشیدہ جملوں کا موازنہ کیجیے۔ کالم 'الف' کے خط کشیدہ لفظ ایک، دو اور تین تعداد ظاہر کرتے ہیں۔ اِس لیے یہ صفت، **صفتِ عددی** کہلاتے ہیں۔ کالم 'ب' کے خط کشیدہ لفظ پہلا، دوسرا اور تیسرا ترتیب ظاہر کرتے ہیں، اِس لیے یہ صفت، **صفتِ ترتیبی** کہلاتے ہیں۔

مشق

1. نیچے دیے ہوئے سوالوں کے جوابات لکھیے:

(1) مصنف نے صبح کے وقت جگانے کے لیے کس سے کہا؟ کیوں؟

(2) لالہ جی نے مصنف کو کس طرح جگایا؟

(3) پہلی صبح پڑوسی کے جگانے پر بھی مصنف بڑبڑاتے ہوئے کیوں سو گئے؟

(4) مصنف نے باقاعدہ مطالعہ کرنے کے لیے کیا کیا؟

(5) دوسری صبح لالہ جی کے جگانے پر بھی مصنف کتنے بجے اٹھے؟

خود آموزی

1. مناسب متبادل پسند کرکے جملہ مکمل کیجیے:

(1) لالہ جی نے جس وقت مصنف کو جگایا اُس وقت ....۔

(چھ بجے تھے۔ تین بجے تھے ۔ سات بجے تھے)

(2) مصنف حسبِ معمول بھلے آدمیوں کی طرح ....۔

(دس بجے جاگے ۔ چار بجے جاگے ۔ بارہ بجے جاگے۔)

(3) سویرے جلدی اٹھنا ہو تو ....۔

(لالہ جی کو جگانے کے لیے کہنا چاہیے۔ جلدی سونا چاہیے ۔ جاگنے کا اِرادہ کر لینا چاہیے۔)

2. 'دار' لگا کر لفظ بنایئے۔

(1)	فوج	فوجدار	(2)	دیانت	....
(3)	سمجھ	....	(4)	دین	....
(5)	حق	....	(6)	امانت	....

3. اِملا دُرست کیجیے:

(1)	بحس	بحث	(2)	آواج	....
(3)	بارس	....	(4)	نواجس	....
(5)	دیوال	....	(6)	فرز	....

سرگرمی

- صبح سویرے جلد اٹھنے کی عادت ڈالیے۔
- ہلکی پھلکی کثرت کیجیے۔
- تالاب، ندی کنارے یا باغ کی سیر کو جایئے۔
- اِس قسم کے مزاحیہ مضامین تلاش کر کے لکھیے اور حمد کے پروگرام میں پیش کیجیے۔

10 کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ...

مؤلفین

زیرِ نظر مضمون میں سائنس اور سائنسی طریقۂ کار کو روز مرّہ کی مثالوں سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے بچوں کو سائنس داں بننے کی تلقین کی گئی ہے اور سائنس داں بننے کے لیے اپنے اِردگرد کی چیزوں کا بغور مشاہدہ کرنے اور خالقِ کائنات کی ہر تخلیق پر غور وفکر کرنے، کائنات کا مطالعہ کرنے، ستاروں، کوہساروں، بارانِ رحمت اور گرجتے چمکتے بادلوں کو دیکھنے، ہواؤں کا مطالعہ کرنے اور سمندروں کی کھوج لگانے کی دعوت دی ہے۔

سائنس کو اُردو میں علم کہتے ہیں اور علم کا مطلب ہے جاننا یا آگہی حاصل کرنا، لہٰذا سائنس کا مطلب بھی جاننے اور آگہی حاصل کرنے کا ہی ہوتا ہے۔ اپنے اِردگرد کے ماحول کا مشاہدہ کرنا اور مختلف قدرتی چیزوں کے بارے میں سوچنا ہی سائنس ہے۔ اِس طرح غور کرنے اور سوچنے والے شخص کو سائنس داں کہا جاتا ہے۔ یعنی سائنس داں وہ کہلاتا ہے جو بغور مشاہدہ کرتا ہے اور سوچ کر کوئی نتیجہ اخذ کرتا ہے۔ اصطلاح میں مطالعہ، مشق یا تجربہ کے ذریعہ حاصل شدہ علم سائنس کہلاتا ہے، یا عمومی قوانین کے عوامل کی عام سچائیوں کا احاطہ کرنے والا ایسا علم جو مخصوص طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو، سائنس ہے۔

اگر آپ نے کبھی کسی پودے کو خُشک ہوتے ہوئے دیکھ کر یہ اندازہ لگایا کہ پودوں کو پانی دِیا جائے تو وہ ہرے بھرے ہوکر بڑے ہوجاتے ہیں اور اگر پانی نہ دِیا جائے تو وہ سوکھ جاتے ہیں۔ تو آپ نے دو کام کیے: ایک تو یہ کہ آپ نے پودوں کے خشک اور سبز ہونے کے قدرتی عمل کا مشاہدہ کیا۔ اور دوسرے یہ کہ آپ نے یہ غور کیا کہ پانی کی قلت کے سبب پودے سوکھ جاتے ہیں اور پانی ملنے سے وہ سرسبز

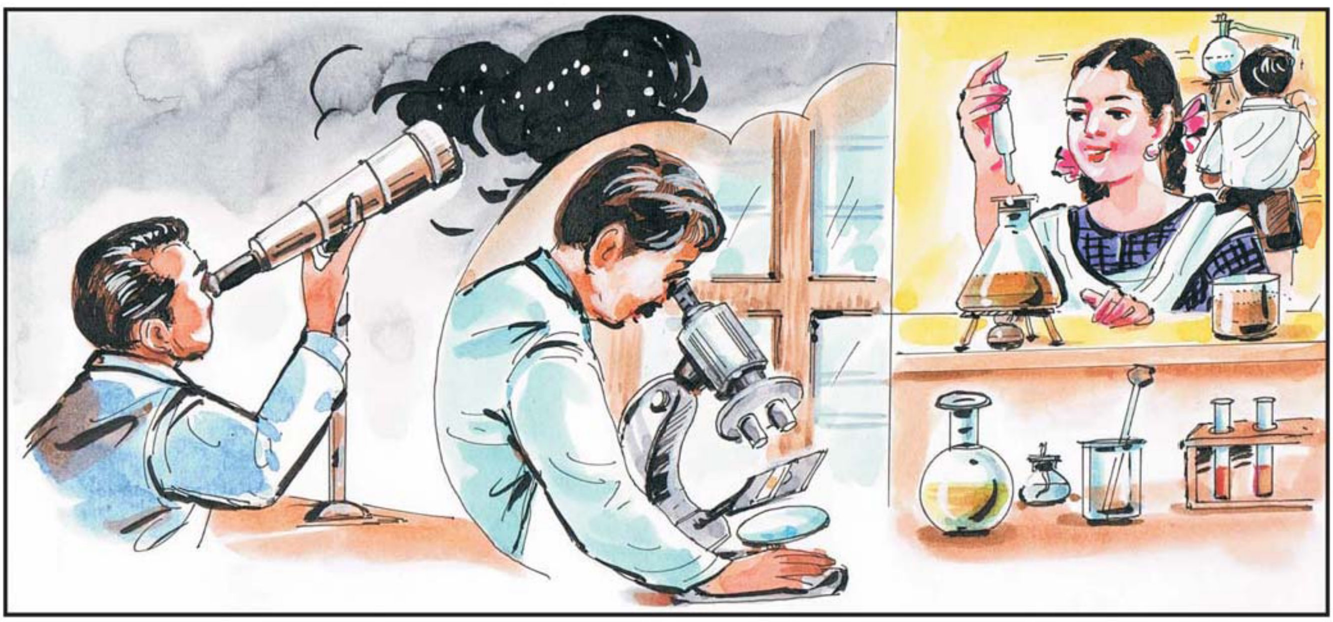

وشاداب ہوجاتے ہیں۔ بس یہی مشاہدہ کرنا اور پھر اس کے بارے میں سوچنا سائنس ہے۔ اس طرح قدرتی عوامل اور مظاہر کا مشاہدہ کرنے اور پھر اُن پر غور کرنے اور سوچنے کا یہ عمل ہے، اس کو سائنسی طریقۂ کار کا نام دِیا جاتا ہے۔ اور اِس سائنسی طریقۂ کار سے جو معلومات جمع ہوتی ہیں اُنہیں بھی سائنس ہی کہا جاتا ہے۔

اگر آپ نے سائنس کی ماہیت کو سمجھ لیا یعنی یہ جان لیا کہ سائنس کیا ہے؟ تو یقینی طور پر آپ کو یہ جاننے میں دیر نہیں لگے گی کہ سائنس میں تمام مضامین شامل ہوسکتے ہیں۔ جی ہاں! چونکہ مشاہدہ کرنا اور پھر اُس مشاہدے پر غور کرنے کو ہی سائنس کہا جاتا ہے، اِس لیے خواہ تاریخ کا مطالعہ ہو یا جغرافیہ کا، حیوانات کا مطالعہ ہو یا فطری مظاہر کا، ان میں سے جس کسی کا مطالعہ باریک بینی اور غور وخوض کے ساتھ کیا جائے گا تو وہ اُس کی سائنس کہلائے گا۔ جیسے تاریخ کی سائنس، جغرافیہ کی سائنس، حیوانات کی سائنس یا فطرت کی سائنس وغیرہ۔ مخصوص سائنسی مضامین تعداد میں بہت ہیں، لیکن اُن کو اگر ایک آسان ترتیب میں رکھا جائے تو یوں کہا جاسکتا ہے :

1. جاندار کے بارے میں سائنس یعنی حیاتیات :

(1)	حیاتیات	:	جانوروں کے بارے میں سائنس
(2)	نباتیات	:	پودوں کے بارے میں سائنس

2. غیر جانداروں کے بارے میں سائنس :

(1)	کیمیا	:	ماڈے کی ساخت سے متعلق سائنس
(2)	طبیعیات	:	ماڈے اور توانائی کے خواص کی سائنس
(3)	فلکیات	:	آسمانی مادوں کی سائنس

چونکہ عام طور پر دُنیا کے متعدد ہنر اور علوم کا مطالعہ، خالص سائنسی بنیادوں پر نہیں کیا جاتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان علوم کو نصابی کتابوں میں سائنس سے الگ شناخت کرنے کے لیے ان کے مخصوص نام دیے جاتے ہیں۔ جیسے معاشرتی علوم، دینیات، تاریخ اور معاشیات وغیرہ۔ جبکہ وہ تمام علوم جن میں مشاہدہ، غور وخوض اور تجربات وغیرہ کرنے پڑتے ہیں، اُن کو سائنس کے مخصوص مضامین شُمار کیا جاتا ہے۔

کبھی آپ نے غور کیا کہ سائنس کیا ہے؟ سائنس کسی ایک قوم نے ایجاد نہیں کی بلکہ یہ تو اِنسانی سماج کی مشترکہ پیداوار ہے۔ انسان نے جب سے شعور پکڑا اور اپنے اِردگرد کی چیزوں کو پرکھنے کی تمیز پائی تبھی سے سائنس اِنسان کے ساتھ رہی ہے۔ آج بھی ہر بچہ پیدائشی طور پر کھوجی ہوتا ہے۔ وہ اپنے اِردگرد کی چیزوں کے بارے میں جاننا چاہتا ہے۔ اور ایک سائنس داں بھی کھوجی ہوتا ہے۔ وہ بھی اپنے اردگرد کی چیزوں کے بارے میں جاننا چاہتا ہے۔ اِس لحاظ سے اگر یہ کہا جائے کہ ہر بچہ پیدائشی طور پر سائنس داں ہوتا ہے، تو غلط نہیں ہوگا۔ رفتہ رفتہ انسان اُن باتوں کو چھوڑ دیتا ہے جن سے اسے کوئی فائدہ نظر نہ آئے۔ اور اِس طرح پیدائشی سائنس داں ختم ہوجاتا ہے۔ لیکن صرف وہ باتیں اُسے یاد رہ جاتی ہیں جنہیں وہ ضروری سمجھتا ہے۔ آج بھی گھروں میں جب نانی اماں چنے کی دال کا حلوہ بناتی ہیں تو وہ چاشنی میں دال ڈالنے سے قبل چاشنی سے کھینچنے والے تاروں کا بغور جائزہ لیتی ہیں۔ انہیں خوب پتا ہوتا ہے کہ اگر ایک تار کا بھی فرق رہ گیا تو یا تو دال پھول جائے گی

اور حلوہ جمے گا ہی نہیں یا پھر پتھر جیسا سخت ہو جائے گا۔ یہ سب کیا ہے؟ یہ مشاہدہ، اِس سے سیکھنا اور پھر تجربہ کرنا یہی سب سائنس ہے۔ خواہ نتیجے میں حلوہ تیار ہو، کوئی گاڑی تیار ہو یا راکٹ اور کمپیوٹر تیار ہوں۔

اگر آپ بھی سائنس داں بننا چاہتے ہیں تو آپ بھی اپنے اِردگرد کی چیزوں کا بغور مشاہدہ کریں ہر تخلیق پر غور وفکر کریں، کائنات کا مطالعہ کریں، ستاروں کو دیکھیں، کوہساروں کو دیکھیں، بارانِ رحمت کو دیکھیں، گرجتے چمکتے بادلوں کو دیکھیں، ہواؤں کا مطالعہ کریں، سمندروں کی کھوج لگائیں اور زمین کو دیکھیں کیسے بچھائی گئی ہے؟ بقولِ شاعر:

کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ
مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

الفاظ ومعانی

آگہی خبرداری **مُشاہدہ** دیکھنا **اِصطلاح** وہ لفظ جو اپنے اصل معنیٰ کی بجائے کسی خاص علم یا فن کے دائرے میں مخصوص معنوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ **قوانین** جمع قانون کی **عوامل** (جمع عامِل کی) عمل کرنے والی چیزیں **قلّت** کمی **مظاہر** جمع مظہر کی (مظہر یعنی ظاہر ہونے کی جگہ) **ماہیت** اصلیت، حقیقت **شناخت کرنا** پہچاننا **معاشرتی علوم** سماجی علوم مثلاً: تاریخ، جغرافیہ **دینیات** دین ومذہب کا علم **معاشیات** مالی انتظام کی باتوں کا علم **شعور پکڑنا** ہوش سنبھالنا، تمیز سیکھنا **فلک** آسمان **فلکیات** آسمانی مادوں کا علم، آسمانی مادوں کی سائنس **فضا** کھلی ہوئی جگہ

زباندانی

1. **درج ذیل مجموعۂ الفاظ کے لیے ایک لفظ لکھیے:**

(1) جانوروں کے بارے میں سائنس (1) ....
(2) پودوں کے بارے میں سائنس (2) ....
(3) مادّے کی ساخت سے متعلق سائنس (3) ....
(4) مادّے اور توانائی کے خواص کی سائنس (4) ....
(5) آسمانی مادوں کی سائنس (5) ....

مشق

1. **دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیے:**

(1) سائنس کیا ہے؟

(2) پودوں کے سوکھنے اور سرسبز ہونے کا راز کیا ہے؟

(3) بچے اور سائنس داں میں کون سی بات یکساں ہے؟

(4) چاشنی کی تیاری میں اگر ایک تار کا بھی فرق رہ گیا تو کیا ہوگا؟

(5) سائنس داں بننے کے لیے آپ کیا کریں گے؟

2. **واحد جمع لکھیے:**

	واحد	جمع
(1)	قانون	....
(2)	....	عوامل
(3)	مظہر	....
(4)	....	مضامین
(5)	علم	....

خود آموزی

1. **'ز' سے شروع ہونے والے یا 'ز' پر ختم ہونے والے دس الفاظ لکھیے:**

(1) اُن لفظوں کو بآوازِ بلند پڑھیے۔

(2) اُن لفظوں کا جملوں میں اِستعمال کیجیے۔

(3) اُن جملوں سے فقرہ (عبارت) لکھیے۔

(4) اُس عبارت کو کلاس روم میں پڑھ کر سُنائیے۔

سرگرمی

- بارش کے موسم میں قوسِ قزح (دھنک) کا مُشاہدہ کیجیے۔ اور غور کیجیے کہ قوسِ قزح کے رنگوں کا راز کیا ہے؟
- شیشہ کے شفاف گلاس میں پانی بھر کر اُس میں ترچھی پنسل رکھیے اور مختلف زاویوں سے پنسل کا مشاہدہ کیجیے۔ کس زاویہ سے پنسل ٹوٹی ہوئی دکھائی دیتی ہے؟ کیوں؟

اعادہ - 2

1. **درج ذیل الفاظ کے معانی دے کر اُن کا جملوں میں استعمال کیجیے:**

(1) دست گیری (2) سحر خیز (3) حائل

(4) آگہی (5) دِل پزیر (6) فضا

2. **ذیل کے سوالات کے جوابات دیجیے:**

(1) بیوی نے بے عزتی سے بچنے کی کیا تدبیر بتائی؟

(2) بدخطی کے بارے میں گاندھی جی کا کیا خیال ہے؟

(3) عابدوں اور زاہدوں کو کس بات کی خوشی ہے؟

(4) لالہ جی نے مصنف کو کس طرح جگایا؟

(5) سائنس کیا ہے؟

3. **درج ذیل اشعار مکمل کیجیے:**

(1) ہے عابدوں کو ....

....کچھ دید کی خوشی

(2) کھول آنکھ ....

....سورج کو ذرا دیکھ

(3) کیا ہی معانقے کی ....

....نان و کباب سے

4. **درجِ ذیل محاوروں کا جملے میں استعمال کیجیے:**

(1) ٹال مٹول کرنا (2) ہاتھ صاف کرنا (3) عزت اُتارنا (4) باز آنا

5. **مجموعۂ الفاظ کے لیے ایک لفظ لکھیے:**

(1) اُس کے جتنی ہی

(2) بیمار کی خدمت

(3) ریاضی اور ہندسے کا علم

(4) مادّے کی ساخت سے متعلق سائنس

(5) وہ لفظ جو اپنے اصل معنی کی بجائے کسی خاص علم یا فن کے دائرے میں مخصوص معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

6. ''.......اور میں امتحان میں شریک نہ ہوسکا''۔ یہ آخری جملہ ہے اِس طرح کسی حادثے کی رپورٹ لکھیے۔

7. **درجہ بندی کیجیے :**

دو پھل ، تیسرا مکان ، کم پانی ، کالا گھوڑا ، تیز ہوا ، ایک تہائی مال ، بعض افراد ،
ابلق گھوڑا ، پانچواں رُکن ، ساتویں جماعت ، چار کتابیں ، نصف قرآن ، جدید شاعری ،
سُہانا موسم ، خوبصورت بچہ ، آٹھویں منزل

صفتِ ذاتی	صفتِ مقداری	صفتِ عددی	صفتِ ترتیبی

8. **ذیل کے جملوں سے جو زمانہ ظاہر ہوتا ہے، اُس سے مختلف زمانے میں جملے دوبارہ لکھیے :**

(1) نانی امّاں چنے کی دال کا حلوہ بناتی ہیں۔
(2) وہ بچّے جو شکرگزاری کی نظر سے مجھے دیکھتے تھے۔
(3) اُس مہربانی نے مجھے شرمندہ کردیا۔
(4) ملتے ہیں دوڑ دوڑ کے باہم جھپٹ جھپٹ۔
(5) ذرا ہمیں بھی صبح جگا دیا کیجیے۔
(6) گھر والے اُس کا انتظار دیکھ رہے ہوں گے۔

9. **آپ کے گاؤں کے کنارے، ندی، تالاب، کھیت، کھلیان وغیرہ کی ملاقات لیجیے۔ اُن میں آپ کے پسندیدہ مناظر کے بارے میں دس جملے لکھیے :**

10. **مثال کے مطابق لفظ کے آخری حرف سے بننے والے الفاظ لکھیے :**

مثال : عیدالفطر - راستہ - ہم جماعت - تدبیر

(1) واجب ....
(2) قابلیت ....
(3) مِسّی ....
(4) سائنس ....

●●●